SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے.....مارگریٹ میڈ

شہری
برائے بہتر ماحول

جولائی تا دسمبر 2004ء

اندرونی صفحات میں

- شہری سرگرمیاں
- شہری ایڈووکیسی
- سبز کچھوے کی بحالی
- تفویض اختیارات اور عدم مرکزیت

پاکستانی فنِ تعمیرات کے عروج و زوال کے 57 سال

کیا ہمیں تعمیراتی شناخت کی ضرورت ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم پچاس برس سے زائد عرصے میں اپنی کوئی تعمیراتی شناخت قائم کرنے کے قابل نہیں ہوسکے ہیں۔ اس ضمن میں ایثار کامران پاکستانی فن تعمیرات کی تاریخ کے گوشوں کو اجاگر کرتے ہیں۔

پاکستانی فن تعمیرات کی شناخت گو صرف 57 سال قدیم ہے تاہم اپنے سماجی اور ثقافتی ورثے کے حوالے سے اس کا تعمیراتی ورثہ سینکڑوں برسوں پر محیط ہے۔ پاکستان وادیٔ سندھ کی تہذیب کا مسکن ہے جس پر مسلمانوں، یونانیوں، بدھوں اور ہندوؤں کے تہذیبی اثرات کی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے۔ کسی بھی ملک کے سماجی و ثقافتی وجود میں پچاس برس کی مدت ایک غیر اہم حیثیت کی حامل ہے کیونکہ کسی بھی ملک کے فن تعمیرات کی شناخت بنانے کے لیے نسبتاً ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔

انسانی تاریخ کے کسی بھی دور میں فن تعمیرات کے لیے سماجی رجحانات کی موجودگی کا سوال اس قدر اہمیت کا حامل نہیں رہا جتنا کہ وہ فی زمانہ موجود ہے۔ آج کی آزاد اور کھلی دنیا میں فن تعمیرات نے سماجی پابندیوں اور روایات سے مبہم اور ناخوشگوار قسم کی آزادی حاصل کی ہے۔ واضح رہے کہ اجتماعی ریاست کے نظام کی حامل اقوام میں فن تعمیرات نے سماجی روایات کو برقرار رکھا ہے۔ کوئی بھی تخلیقی کام رسم و رواج اور روایات کی پابندیوں کو قبول نہیں کرتا۔ اسی بنیاد پر ماہر تعمیرات کو ملامت کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے اور اسے ریاستی حدود سے ماورا قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک تخلیقی ماہر تعمیرات عام شہری کے مقابلے میں زیادہ آزاد ہوتا ہے۔ وہ معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنی پہچان، حقیقی وجود اور محسوسات کو برقرار رکھتا ہے گو کہ ماہر تعمیرات کو آزادی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاہم اسے لازمی طور پر معاشرتی روایات سے آگہی ہونی چاہیے۔

پاکستانی فن تعمیرات کی کہانی اس پر مرتب ہونے والے بدلتے ہوئے اثرات کی موجودگی سے بخوبی اخذ کی جاسکتی ہے۔ پاکستانی فن تعمیرات کے سفر کا آغاز مغلیہ دور کے تعمیراتی ورثے اور برطانوی نوآبادیاتی دور حکومت میں ہوا تھا۔ آزادی کے فوراً بعد تعمیراتی ماحول پر غیر ملکی نقوش بہت زیادہ نمایاں تھے۔ اس دور کے ماہرین تعمیرات مثلاً ایم اے احمد، ایچ۔ ایچ۔ خان، ایم اے مرزا، عبدالحسین تھاریانی اور ظہیرالدین خواجہ 1950ء کے نوآبادیاتی تعمیراتی نظریے سے بہت متاثر تھے۔ ان کے بنائے گئے عمارتوں کے ڈیزائنوں میں نوآبادیاتی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے۔ ان ماہرین تعمیرات میں (1910-1960ء) پچاس کی دہائی ایک معروف ماہر تعمیرات مہدی علی مرزا اسی خصوصیت کے ساتھ فن تعمیرات کے افق پر نمودار ہوئے اور اپنے کام میں اسلوب اور بناوٹ کا شاندار مظاہرہ کیا۔ انہوں نے بہت قلیل عرصے کام کیا تاہم فن تعمیرات پر بہت مستحکم اور بیباک اثرات مرتب کیے۔ فن تعمیرات سے متعلق ان کا تصور فطری طور پر جیتا جاگتا تھا اور اس کا مظاہرہ انہوں نے بابر علی، کرنل عابد اور قزلباش کے گھروں کی تعمیر کے ذریعے کیا۔ ان منصوبوں میں بنیادی خیال، فرد، فطرت اور ماحول کو یکجا کرنے میں

الحمرا۔ جدید اور روایتی فن تعمیر کا حسین امتزاج

شہری
جی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ 75400، پاکستان
ٹیلی فون/ فیکس 92-21-453-0646
E-mail: Shehri@onkhura.com
(Web site)
www.shehri.org
ایڈیٹر : سمیرا نعیم
انتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن : رولینڈ ڈی سوزا
وائس چیئر پرسن: ایس رضا علی گردیزی
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : شیخ رضوان عبداللہ
ارکان : خطیب احمد، ڈیرک ڈین، حنیف اے ستار
شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر : سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: ریحان اشرف
بانی ارکان:
نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی
شہری ذیلی کمیٹیاں:
i- قانون
ii- میڈیا اور بیرونی روابط
iii- آلودگی کے خلاف
iv- پارکس اور تفریح
v- اسلحہ سے پاک معاشرہ
vi- تحفظ ورثہ
vii- مالی حصول
شہری کی رکنیت "شہری برائے بہتر ماحول" کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر/ ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن: زیڈ یو لالہ
پروڈکشن: انٹر پریس کمیونی کیشن (IPC)
مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

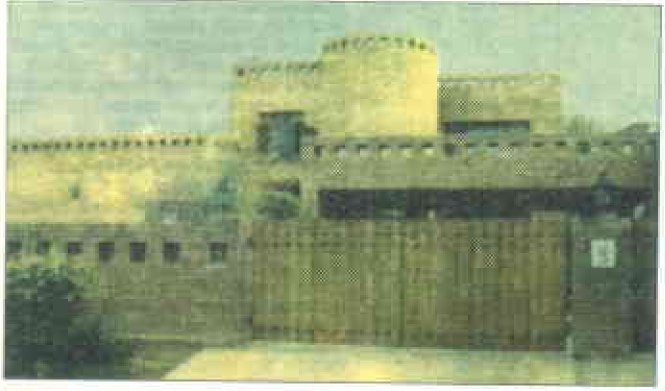

مضمر تھا۔ ان کے تمام تصورات میں جدید تحریک کے گہرے اثرات واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ظہیر الدین خواجہ یورپ سے متاثر ہونے والے ایک اور ہم عصر ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے مہدی علی مرزا کی طرح اس اسلوب تعمیرات کو مزید نکھارا۔

1960ء کی دہائی میں فن تعمیرات کے فلسفے نے ایک نیا موڑ لیا اور اس کی باگ ڈور نئی نسل کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ یہ عرصہ سماجی وثقافتی اور ڈیزائنوں کی تخلیق کے تناظر میں بہت اہمیت کا حامل ہے یہ فن تعمیرات کا سنہرا دور تھا کیونکہ ساٹھ کی دہائی میں بہت بڑے ماہرین تعمیرات، نیر علی دادا، نقوی صدیق، رحمٰن خان، جاوید نجم، حبیب فدا علی، کامل خان ممتاز، یاسمین لاری، انور سعید اور دیگر بہت سے ماہرین تعمیرات نے جنم لیا جو ہمارے موجودہ فن تعمیرات کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تمام جواں سال ماہرین تعمیرات میں کامل خان ممتاز نے اپنے کام میں بڑی مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔

انہوں نے اپنے پیشے کا آغاز مخصوص نظریے کے ساتھ کیا اور اپنے احساسات کو مغلیہ فن اور تعمیرات کے ساتھ منسلک کیا اور اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں وہ اپنے اس مخصوص نظریے سے مکمل طور پر وابستہ رہے۔ انہوں نے بے شمار ڈیزائن تخلیق کیے جن میں انہوں نے مغل تعمیرات کی تفصیلات اور نزاکتوں کو واضح طور پر دکھایا۔ کامل خان ممتاز کے فن تعمیرات کا فلسفہ اجتماعیت کے تصورات پر مبنی نہیں تھا بلکہ انہوں نے اپنے کام میں ثقافتی اقدار کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بنائی ہوئی تمام عمارتوں میں خواہ وہ رہائشی ہوں یا اداراتی ایک انفرادیت نظر آتی ہے اس کی ایک واضح مثال چاند باغ اسکول شیخوپورہ کی عمارت ہے۔

دوسری طرف بہت سے ماہرین تعمیرات جدید تحریک کے نظریے پر کام کر رہے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنے کام کے ذریعے کیا۔ اس ضمن میں کراچی کی صف اول کی ماہر تعمیرات یاسمین لاری نے مختلف تجربات کیے۔ ان کی نقشہ نویسی کا خیال جدید تحریک کی بنیاد پر مبنی تھا انہوں نے عمارتوں کی تعمیر میں سادگی پر زور دیا۔ کراچی میں تعمیر کی گئی لاری کی رہائش گاہ فن تعمیر کا ایک حسین نمونہ ہے، لیکن اس کا تمام تصور لی کاربوریس کے مقصدی اسلوب سے متاثر تھا جس میں عقلیت پسندی کو دکھایا گیا تھا۔ اسی قسم کا مظاہرہ کراچی میں کموڈور حق کی رہائش گاہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

یاسمین لاری کی طرح حبیب فدا علی بھی اپنی دانشورانہ فکر کی وجہ سے اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاندار عمارتوں کے نقشے تخلیق کیے جس میں انہوں نے اپنے اسلوب، مکتبہ فکر اور حسین بناوٹ کا بہترین مظاہرہ کیا۔ حبیب فدا علی بھی لی کاربوریس کے مکتبہ فکر کے مقلد ہیں ان کا عقلیت پسند اسلوب مکمل تفصیلات اور واضح تصور کے ساتھ ان کی ڈیزائن کی گئی عمارتوں مثلاً برما شیل کے صدر دفتر کی عمارت، پی آئی اے اسکواش کورٹ کراچی اور سوئی گیس ناردرن کی عمارت کشمیر روڈ لاہور میں دیکھا جاسکتا ہے۔

انور سعید نے بھی خصوصاً اسلام آباد میں فن تعمیرات کے پھیلاؤ میں ایک بنیادی کردار ادا کیا۔ انہوں نے تجرباتی عمارتوں کو متعارف کرایا۔ ان کی نقشہ نویسی کا فلسفہ مکمل طور پر مغلیہ اقلیدسی اسلوب پر مبنی ہے۔ انہوں نے اسلام آباد کے اطراف میں مسجد کی عمارت کے ڈیزائن میں اپنے اسلوب کا شاندار مظاہرہ کیا۔

ان ہی تجربات کے زیر اثر ہمارا فن تعمیرات 1970ء کی دہائی میں داخل ہوتا ہے یہ دہائی اپنی بے مثال ایجادات کے بجائے جگہ کی اجتماعیت کے تصور کی وجہ سے اہم ہے۔ اس مرحلے پر جگہ کے استعمال کے ادراک نے مروجہ فن تعمیرات کے سامنے ہمہ جہت سوالات پیدا کیے۔ ستر کی دہائی ماہرین تعمیرات اور صارفین دونوں کے لیے بہت

1960ء کی دہائی میں فن تعمیرات کے فلسفے نے ایک نیا موڑ لیا اور اس کی باگ ڈور نئی نسل کے ہاتھوں میں چلی گئی یہ عرصہ سماجی وثقافتی اور ڈیزائنوں کی تخلیق کے تناظر میں بہت اہمیت کا حامل ہے یہ فن تعمیرات کا سنہرا دور تھا

اہم تھی۔ ستر کی دہائی کے دوران ماہرین تعمیرات مثلاً ڈاکٹر شکیل قریشی، نصرت علی شیخ، رحمٰن خان، واصف علی خان، شوکت راجہ، پرویز اقبال، صلاح الدین متی اور دیگر بہت سے ماہرین تعمیرات نے رہائشی، تجارتی، اداراتی اور مذہبی عمارتوں کی تعمیرات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مکانوں کی تعمیرات میں نقشہ نویسی کا معیار گو بہت اعلیٰ نہ تھا مگر ایک حد تک اعتدال پر تھا۔ ماڈل ٹاؤن، فیصل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن اور دیگر بہت سی سوسائٹیاں اس وقت اپنے ترقیاتی مدارج میں تھیں اور اس وقت ماحول کے بارے میں کوئی واضح تصور موجود نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ستر کی دہائی میں ماہرین تعمیرات نے اجتماعیت کے تصور پر مبنی عمارتوں کو تخلیق کیا جس میں جگہ کے ایک ایک انچ کو معقولیت پسندی کے ساتھ استعمال میں لایا گیا اور اس عرصے کے دوران معقولیت پسندی کے تصورات کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ اس معقولیت پسندی کے رجحان کی وجہ سے جگہ کے زیادہ سے زیادہ استعمال پر مبنی عمارتوں کے نقشے تخلیق کیے گئے اور یہی وجہ ہے کہ اس دور میں صارفین کی خواہشات پر مبنی نقشہ نویسی کے تصورات نے جنم لیا۔ اس پس منظر میں ماہرین تعمیرات پرویز اقبال، پرویز وندل اور ای ٹی سی او این ایس نے بہت شاندار کام کا مظاہرہ کیا۔

پرویز اقبال کا تعمیراتی اسلوب کلی طور پر جدید اور تخلیقی امتزاج پر محیط تھا۔ ان کا انداز فکر واضح اور منطقی تھا اور ان کے کام کو بڑے پیمانے پر پذیرائی ملی۔ موجودہ دور میں ڈیفنس سوسائٹی کی جامع مسجد کی عمارت ان کے تخلیقی اظہار کی علامت ہے۔

شوکت نواز راجہ بیرون ملک سے فارغ التحصیل ماہر تعمیرات ہیں۔ انہوں نے اپنے تعمیراتی فلسفے کا اظہار بہت واضح اور جرات مندانہ طور پر کیا، لیکن وہ بیشتر اوقات سادگی سے پیچیدگی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہ جزیات پر بہت توجہ دیتے ہیں اور ان کے تمام تعمیراتی کاموں میں خواہ وہ تجارتی ہوں یا رہائشی اس حقیقت کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے تعمیراتی کام پر فرانسیسی اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ان کی تعمیر کردہ مشہور عمارتوں میں ایڈن سینٹر، ایڈن ہاؤس اور ایڈن ٹاور میں ان کے جرات مندانہ اور پیچیدہ اسلوب کو واضح طور پر دکھایا گیا ہے۔ ایڈن ٹاور بیرونی ساخت سے بہت عظیم الشان نظر آتا ہے، لیکن اس کی اندرونی تفصیلات میں انہوں نے جدید ٹیکنالوجی متعارف کرائی ہے اور ایک نئی تصویر تخلیق کی ہے۔

اسی طرح ماضی کی ایک مشہور تعمیراتی کمپنی اے ٹی سی او این ایس نے ستر کی دہائی کے اواخر اور اسی کی دہائی کے اوائل میں بڑی تعداد میں منصوبے تعمیر کیے۔ شکیل قریشی کے پاس بھی اپنی مہارت منوانے کا مساوی موقع تھا، لیکن فیروز پور روڈ پر بنائے گئے بڑے منصوبے مثلاً لودھی آرکیڈ اجتماعی تعمیراتی انداز فکر پر مبنی تھے۔ لیکن وہ اس سنہری موقع پر خود کو بطور تصوراتی ماہر تعمیرات منوانے کے لیے استعمال کرنے میں ناکام رہے۔

واصف علی خان نے اس زمانے میں پینوراما سینٹر کو تعمیر کر کے ایک نیا تخیل پیش کیا۔ واصف علی خان نے رہائشی مکانوں کی ڈیزائننگ کے حوالے سے بہت زیادہ شہرت حاصل کی۔ بہرحال وقت کے ساتھ ساتھ پاکستانی فن تعمیرات کی تاریخ جمالیاتی دور میں داخل ہوتی ہے جب ماہر تعمیرات علیحدگی کے بجائے اجتماعیت (عقلی اور جمالیاتی دونوں) کو سمجھ لیتا ہے۔ اب عوام کا شعور تبدیل ہو چکا ہے اور وہ کسی بھی عمارت کا اپنے بہترین علم اور تجربے کی بنیاد پر اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔

اسی کی دہائی میں تعمیرات کی تمام اقسام خاص طور پر رہائشی اور تجارتی اقسام انقلابی اہمیت کی حامل ہے۔ تاہم نیر علی دادا، پرویز اقبال، ارشد چوہدری، رفیع گروپ، میاں رفیق اور دیگر ترقی پسند ماہرین تعمیرات نے عظیم الشان عمارتیں تخلیق کیں۔ ماہرین تعمیرات اس وقت انتہائی جدیدیت میں داخل ہو گئے جب ماہر تعمیرات غیور اور نیر علی دادا نے ایمپائر سینٹر اور سینٹر پوائنٹ جیسی کشادہ عمارتیں تعمیر کیں۔ عوامی سطح پر ان دونوں منصوبوں نے بہت شہرت حاصل کی۔ خصوصاً اپنی کشادہ جگہ کی وجہ سے ان عمارتوں کو خاصی عوامی پذیرائی ملی۔

غیور نے ایک نئے تجارتی نظریے کو تخلیق کیا، جس میں اجتماعیت بنیادی اہمیت کی حامل نہیں تھی بلکہ جگہ کے ادراک کو زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ پاکستان میں پہلی بار ناظرین کے لیے عمارت کو بیرونی طور پر حسین انداز میں تعمیر کیا گیا تھا لیکن دو دکانوں اور دفاتر کے لیے کشادہ جگہ کے خیال نے پہلی مرتبہ جنم لیا۔ جگہ کے اس نئے تصور کے بانی نیر علی دادا ہیں۔ ان کے نقشہ نویسی کے تصورات مکمل طور پر ماضی اور حال کے تجزیات پر مبنی ہوتے ہیں۔ انہوں نے سینٹر پوائنٹ کا نقشہ لاطینی طرز پر بنایا لیکن اس میں انہوں نے مغلیہ عنصر کو بھی شامل رکھا ہے۔ نقشہ نویس کمپنیوں کے ساتھ ساتھ بلڈرز گروپ نے بھی پاکستان کی تعمیرات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ رفیع گروپ نے مختلف منصوبے تخلیق کیے ہیں اور ناظرین کو نئے تصورات دیئے ہیں۔ اسی طرح ڈیویلپرز گروپ کے ارشد چوہدری ذاتی طور پر تعمیرات میں صحتمند ماحول کو اجاگر کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے مکانوں کی تعمیر خصوصاً ایڈن کالجز کی تخلیق میں اس تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان تجربات اور ایجادات کے بعد پاکستان کا فن تعمیر 90ء کی دہائی میں داخل ہوتا ہے اور موجودہ دور تک پہنچتا ہے۔ ہمارے دور میں فن تعمیرات میں تصور اور مکتبہ فکر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس عالمی تعمیراتی دنیا نے مشاہدہ کرنے والوں میں اعلیٰ پیمانے پر آگہی پیدا کردی ہے۔ جس کی وجہ سے ماہرین تعمیرات کے لیے شدید قسم کے مسائل پیدا ہوئے۔ یہ نہ صرف ماہرین تعمیرات بلکہ صارفین کے لیے بھی علم اور تجربات کا ایک نیا عہد ہے۔ صارف اپنے اسلوب اور تصور کے بارے میں بہت باشعور ہو چکا ہے اب بصری ماحول

(باقی صفحہ 16 پر)

ایک مثالی تعمیر ہمیشہ اس کی سادگی اور سیدھے خطوط میں ہوتی ہے جیسا کہ مہدی علی مرزا اور لاری کے تصورات میں پایا جاتا ہے، ماضی اور حال کا مرکب پیش کرنے والے نیر علی دادا واحد ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے اپنی تمام پیشہ ورانہ زندگی میں جدید فن تعمیرات کو ماضی سے ملانے کی کوشش کی ہے، وہ جدیدیت پر یقین رکھتے ہیں لیکن عمارت کی مصنوعی زیبائش میں نہیں بلکہ اس کی معقولیت پسندی میں جدیدیت کے قائل ہیں

عوامی ایڈووکیسی کے اس اہم دائرے میں شہری کے کردار اور کراچی شہر کے تناظر میں عوامی مفاد میں مقدمے بازی کے بے میں رولینڈ ڈی سوزا آگاہ کرتے ہیں

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی......

شہریوں کے حقوق کے لیے جدوجہد

رولینڈ ڈی سوزا

دنیا میں زیادہ تر ماحولیاتی تباہی گزشتہ دوسو سال کے اندر آئی ہے جبکہ کراچی میں تعمیراتی ماحول میں زیادہ تر تنزلی گزشتہ تیس سال کے عرصے میں وقوع پذیر ہوئی ہے ذیل میں دیئے گئے خاکوں سے ان کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم نے نام نہاد ترقی کے نام پر کیا گل کھلائے ہیں۔

شہریوں کے جینے کے حق کی اعلیٰ عدالتوں نے تشریح کرتے ہوئے اسے ایک صاف، صحتمند اور آلودگی سے پاک ماحول کا حق قرار دیا ہے۔ جو لوگ شہری علاقوں میں رہتے ہیں یہ ان کا حق ہے کہ انہیں موزوں تعمیراتی ماحول، صاف اور تازہ ہوا کے لیے کھلی جگہوں، بچوں کے لیے کھیل کے میدانوں، اسکولوں، اسپتالوں، لائبریریوں، تھیٹر، ٹریفک کے باقاعدہ نظام جو فضا اور شور کی آلودگی سے پاک ہو اور اس جیسی دیگر سہولیات فراہم کی جائیں۔ ان تمام سہولیات کی یقین دہانی شہری منصوبہ بندی کے اصولوں کی بنیاد پر زمین کے استعمال پر کرائی جاتی ہے۔

عوامی ایڈووکیسی

سانس لینے کے لیے بھی کوئی جگہ نہیں..... شہری اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی میں اپنے ماحول کے حق کے اظہار کی کوشش کرتی ہے تاکہ ان قوانین کا صحیح معنوں میں نفاذ کرایا جائے جو صاف اور صحتمند ماحول کو ایک زندہ حقیقت بناتے ہیں۔

بدقسمتی سے آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے کراچی میں زمین کے استعمال میں شہری منصوبہ کے اصولوں کی نہ صرف خلاف ورزی کی جارہی ہے بلکہ غیر منصوبہ شدہ زمینوں کی غیر قانونی طور پر الاٹمنٹ، زمین کے استعمال کی غیر قانونی طور پر تبدیلی اور غیر قانونی عمارتوں کی تعمیر کی جارہی ہے۔ جس کے نتیجے میں تعمیراتی ماحول میں مختلف خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ماحول کی تباہی کے ساتھ ساتھ غیر قانونی عمارتوں کی تعمیر زندگی بھر کا خطرہ بن گیا ہے۔

زلزلوں سے اس قدر ہلاکتیں نہیں ہوتیں جتنی کہ عمارتوں کے گرنے سے ہوتی ہیں۔ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران 1999ء میں ازمیر (ترکی) میں 19 ہزار، 2001ء میں گجرات بھارت میں 20 ہزار اور بام ایران میں 30 ہزار افراد زلزلوں کا شکار ہوئے جبکہ لاکھوں افراد بے گھر ہوگئے۔ کراچی زلزلے کی پٹی پر واقع ہے لیکن یہاں پر زلزلے سے تحفظ کے تعمیراتی قانون کو کھلے عام نظر انداز کیا جاتا ہے۔

کراچی کے شہری اس قابل ہو چکے ہیں کہ وہ ہماری اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو اس تباہی کا احساس دلانے میں مدد دے سکیں کیونکہ بسا اوقات وہ اس تباہی کے بالواسطہ طور پر ذمہ دار ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ کراچی میں سینکڑوں غیر قانونی عمارتیں عدالتی احکامات کے غلط استعمال کی آڑ میں تعمیر کی گئی ہیں۔

1999ء میں مقدمہ ایس سی ایم آر 243 میں سپریم کورٹ نے تمام متعلقہ اداروں اور افراد کو متنبہ کیا تھا کہ کچھ بلڈروں نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد غیر قانونی تعمیرات کرتے ہوئے عمارتیں کھڑی کردی ہیں۔

عوامی مفاد میں مقدمے بازی شہریوں کے تجربات

یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ شہری سی بی ای کی کامیابی کی کہانی پاکستان کی عدالتوں میں عوامی مفاد میں مقدمہ بازی کی کامیابی کی کہانی کا ایک جزو ہے۔ کراچی کے شہری اس راہ کو اپنانے کے کبھی بھی قابل نہیں ہوسکتے تھے جب تک کہ ہماری اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان اس ضمن میں مستعد نہ ہوتے اور ان تنازعات اور مسائل کے حل کے لیے جرات مندانہ طور پر بروقت اور درست فیصلے صادر نہ فرماتے۔

گزشتہ دہائی میں شہری سی بی ای اور اس کے اراکین/حامیوں نے سپریم کورٹ میں

بے شمار مقدمات دائر کیے جس میں شہری منصوبہ بندی کے اصولوں کی خلاف ورزی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مختلف ماحولیاتی تباہیوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔

ہم یہاں چند برے اور غیر معمولی تعمیراتی ماحول کو تباہ کرنے والے منصوبوں کو پیش کرتے ہیں جس کے منفی اثرات کراچی کے شہری بھگت رہے ہیں۔

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی تعمیراتی ماحول کی کچھ مثالوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تبدیل کرسکتی ہے۔

پارکوں، کھیل کے میدانوں اور فلاحی پلاٹوں کا غیرضروری استعمال

- گٹر باغیچہ۔
- کراچی میں کے ٹی سی کے گیارہ بس ڈپو کے رفاہی پلاٹ۔
- سندھ میں ایس آر ٹی سی کے 16 بس ڈپو کے رفاہی پلاٹ۔
- باغ ابن قاسم میں کوسٹا لیوینا۔
- کیرتھر نیشنل پارک۔
- تین تلوار کلفٹن کراچی پر کراچی پلے ہاؤس۔

زمین کے استعمال میں من مانی تبدیلی

- مائی کلاچی پر کے پی ٹی آفیسرز سوسائٹی کی زمین (130 ایکڑ) کی سمندر سے واگزاری۔
- کراچی میں چھ شاہراہوں کو تجارتی قرار دینا۔
- صدر کراچی میں خطرناک اور مضر صحت کیمیاوی مواد پر مشتمل ستاروں کے کارخانے۔
- عمارتوں کی غیرقانونی تعمیر۔
- کلفٹن میں گلاس ٹاور کی تعمیر۔
- مزار قائداعظم کے اطراف میں 35 عمارتوں کی تعمیر۔
- مزار قائداعظم کے اطراف میں 15 عمارتوں کی تعمیر۔
- شاہراہ فیصل کے ساتھ 26 عمارتوں کی تعمیر۔

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی کے تحت زمین کے خودساختہ استعمال، عمارتوں کی غیرقانونی تعمیر، زمینی استعمال کی غیرقانونی تبدیلی، رفاہی پلاٹوں کی ناجائز الاٹمنٹ اور قبضہ، تجاوزات اور جائیداد کی الاٹمنٹ جیسے مسائل جو تعمیراتی ماحول پر اثرانداز ہوتے ہیں، مندرجہ بالا تمام امور کا احاطہ کرتے ہوئے مقدمات دائر کیے گئے۔ عوامی مفادات کے ایسے معاملات میں جج صاحبان، سرکاری افسران اور وکلاء حضرات ذاتی طور پر خود ان تنازعات میں فریق بن جاتے ہیں اور یہ ان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ عدالتوں کی حقائق تک پہنچنے میں رہنمائی کریں۔

اس نوعیت کی مقدمہ بازی کسی بھی طرح ریاست یا حکومت کے مخالف تصور نہیں کی جاسکتی۔ اور جج صاحبان فیصلے صادر فرمانے میں بہت آگے تک جاسکتے ہیں۔ مثلاً 1998ء میں سندھ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے مزارقائداعظم کے گردونواح میں 35 غیرقانونی عمارتوں کے بارے میں ایک شکایتی خط کو مقدمہ میں تبدیل کردیا تھا۔ اس واقعے نے مزارقائد کے اطراف میں ہونے والی غیرقانونی تعمیرات کو روک دیا اور بلاواسطہ طور پر حکومت کو رسوائے زمانہ ریگولرائزیشن آرڈی نینس 2002ء نافذ کرنا پڑا۔ شہری سی بی ای سمجھتی ہے کہ جج حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں اور یہ کہ عوامی نقصانات کے ازالے کے لیے ہم عدالتوں تک رسائی حاصل کریں اور سماجی اور اجتماعی حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے عوامی فرض ادا کریں۔ یہ امر قبل

جدید شہری منصوبے کے اہداف و مقاصد

شہری علاقوں اور قصبوں کی منصوبہ بندی اور ترقیات چند مستحکم تکنیکی نظریات کی بنیاد پر کی جاتی ہے جسے سپریم کورٹ میں پیش کیے گئے نیو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے حوالے کے ذریعے زیادہ بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔

جدید شہری منصوبہ بندی کے مقاصد

حتمی مقاصد سماجی ہیں تاہم منصوبے بذات خود طبعی اشیاء سے متعلق ہوسکتے ہیں۔ وہ درمیانے معاشی عوامل سے شدید طور پر وابستہ ہوتے ہیں۔ مقاصد کا اظہار یقینی طور پر معاشرے کے ثقافتی رنگوں سے مزین ہوتا ہے۔ امریکہ اور ان ممالک میں جو مغربی یورپی روایات کی تقلید کرتے ہیں، مثالی شہری ماحول زیادہ انفرادی انتخاب کے زیادہ سے زیادہ مواقع پر مشتمل ہونا چاہیے ساتھ ہی افراد کو دوسروں کے اعمال کے منفی اثرات سے تحفظ بھی حاصل ہونا چاہیے۔ فلسفیانہ طور پر شہری منصوبہ بندی مندرجہ ذیل امور پر مبنی ہونی چاہیے۔

1- شہر کے حصوں، رہائشی، تجارتی، صنعتی وغیرہ کا باضابطہ انتظام تاکہ ہر حصہ اپنے امور کی ادائیگی کم سے کم لاگت اور تنازعے کے ادا کرسکے۔

2- شہر میں نقل و حمل کا موثر انتظام ہو اور اس کا رابطہ بیرونی دنیا سے ہونا چاہیے اس مقصد کے لیے ہر قسم کے ذریعے نقل و حمل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔

3- شہر کے ہر حصے کی ترقیات معیارات کے مطابق ہونا چاہیے، مثلاً رہائشی علاقوں میں سورج کی روشنی اور سبز حصوں کا ہونا اور تجارتی علاقوں میں پارکنگ اور عمارتوں کے درمیان خالی جگہوں کا ہونا۔

4- تمام خاندانوں کی ضروریات کے مطابق محفوظ نکاسیٔ آب، پانی اور آرام دہ رہائش کی فراہمی۔

5- تفریحی، اسکول اور دیگر شہری خدمات کی فراہمی۔

6- متواتر اور سستی فراہمی آب، سیوریج، شہری سہولیات اور عوامی خدمات کی فراہمی کسی بھی وقت معاشرے میں یہ مقاصد خصوصی مقاصد کا ضمیمہ ہوسکتے ہیں مثلاً تاریخی علاقوں کی حفاظت، یا جائیداد کی قیمتوں کی حفاظت۔

ازیں واضح کیا جاچکا ہے کہ عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کے تحت دائر کیے گئے مقدمات عوامی مفادات کو پہنچنے والے نقصانات کو زیادہ واضح کرتے ہیں۔

شہری سی بی ای کی عوامی مفادات میں مقدمات بازی کی تحریک دیگر غیر سرکاری تنظیموں، متعلقہ شہریوں اور متاثرہ علاقوں کے باشندوں کے اشتراک سے چلائی جارہی ہے۔ عوامی مفادات میں مقدمے بازی کی تحریک نے عوام میں شعور بیدار کرنے کے لیے ایک ہتھیار کی حیثیت کرلی ہے کہ درحقیقت شہری ہی ہوا، پانی، زمین اور ہمارے شہروں کے ماحول کے مالک ہیں اور یہ کہ انہیں اپنی اس جائیداد کو خودغرض کوتاہ اندیش مفاد پرستوں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچانا ہے جو یہ سب کچھ بدعنوان سرکاری

شہری منصوبہ بندی اور تعمیراتی قوانین

شہری منصوبہ بندی، درجہ بندی اور عمارتوں سے متعلق کی گئی زیادہ تر قانون سازی اور ضوابط میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

- سندھ ٹاؤن پلاننگ ایکٹ 1915ء
- کے ڈی اے آرڈر 1957ء
- سندھ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس (ایس ایل جی او) 2001ء
- سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈیننس (ایس جی سی او) 1979ء
- کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 1979ء۔2002ء
- ماحولیاتی تحفظ کا ایکٹ 1997ء

ان قوانین کی زیادہ اہمیت کے حامل چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔

جب بھی کسی شہری منصوبہ بندی کی اسکیم تیار کی جاتی ہے سندھ ٹاؤن پلاننگ ایکٹ 1915ء مندرجہ ذیل اختیار دیتا ہے۔

پہلا قدم۔اسکیم بنانے کے مقصد کا اعلان

- مقامی انتظامیہ اسکیم بنانے کے مقصد کا اعلان کرے اور اس کو سرکاری گزٹ میں شائع کرے (سیکشن 9/(2))
- مقامی انتظامیہ کے صدر دفتر میں منصوبے کی کاپی معائنے کے لیے آویزاں کی جائے (سیکشن 9/(4))
- ایک ماہ کی مدت تک عوامی اعتراضات/تجاویز کی وصولی (سیکشن 9/(5))
- ایسی اسکیموں کی تیاری کے خلاف حکومتی پابندی کا سرکاری گزٹ میں اعلان (سیکشن 9/(6))

دوسرا قدم۔اسکیم کی تیاری

- بارہ ماہ کے اندر اسکیم کا ڈرافٹ تیار کیا جائے اور اسے شائع کیا جائے (سیکشن 10/(1)) یا اس کام کے لیے مزید 9 ماہ کی مدت لی جاسکتی ہے (سیکشن 10/(2))
- مقامی انتظامیہ ایک ماہ کے دوران اسکیم کے ڈرافٹ پر کیے گئے عوامی اعتراضات کو دور کرے (سیکشن 13)
- مقامی انتظامیہ ترمیم شدہ اسکیم حکومت کے سامنے منظوری کے لیے پیش کرے جس کا سرکاری گزٹ میں اعلان کیا جائے (سیکشن 14)

تیسرا قدم۔اسکیم کی تبدیلی

- مقامی انتظامیہ اسکیم کی تبدیلی کے لیے حکومت سے درخواست کرسکتی ہے۔ (سیکشن 45بی(1))
- حکومت تبدیلی کا ڈرافٹ شائع کرے (سیکشن 45بی(2))
- مقامی انتظامیہ کے صدر دفتر میں تبدیل شدہ منصوبے کی کاپی عوامی معائنے کے لیے آویزاں کی جائے (سیکشن 45بی(4))
- ایک ماہ کی مدت تک حکومت اس پر عوامی اعتراضات وصول کرے (سیکشن 45بی(5))
- ترمیم شدہ تبدیلی کو سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے (سیکشن 45بی(6))

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 1979ء

مندرجہ ذیل ضروری قرار دیتی ہے۔

- پبلک نوٹس اور اشتہارات کی اخبارات میں اشاعت (ایک انگریزی زبان اور ایک مقامی زبان کے اخبار میں) پبلک نوٹس اور اشتہارات کو مختصر اشتہارات میں شائع نہ کیا جائے بلکہ ان علیحدہ اور واضح صفحات پر شائع ہونا چاہیے۔ (پیش لفظ، صفحہ ii، کے بی ٹی پی آر۔پارٹ I)
- زمینی استعمال کی تبدیلی کا پبلک نوٹس متعلقہ انتظامیہ جاری کرے، پلاٹ کا مالک نہیں۔(آرٹیکل۔4(بی) صفحہ 51، کے بی ٹی پی آر۔پارٹ II)

ان قوانین کا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ پبلک نوٹس/اشتہارات نمایاں ہوں اور عوام کی آنکھوں سے اوجھل نہ ہوسکیں۔

شہری منصوبہ بندی کے قواعد وضوابط میں متعلقہ دفعات درج ذیل ہے

- کے ڈی اے آرڈر 1957ء (آرٹیکلز 40اور 52-A)
- کے بی اینڈ ٹی پی آر 1979ء پارٹ II (شیڈول ڈی کی دفعات 3اور 4)
- ایس ایل جی او 1979ء (شیڈول II، پارٹ II، دفعات 33،32 اور 34)

افسران کے ساتھ ملی بھگت کرکے کر رہے ہیں۔

عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کے اس مشترکہ عمل نے عدالتوں کو حقیقت کا ادراک کرنے میں مدد دی ہے کہ مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت بری طرح متاثر ہوئی ہے یہ عوامی آگہی پیدا کرنے اور ماحولیاتی مسائل کے بارے میں شہریوں کو تعلیم دینے اور انہیں شعوری طور پر اس ضمن میں ٹھوس اقدامات کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ جبکہ ماحول پسندوں، غیرسرکاری تنظیموں اور شہری ایکٹیوسٹوں کے خلاف مفاد پرست افراد کی جانب سے بلیک میل کرنے اور الزامات کی بوچھاڑ شدت اختیار کرچکی ہے جسے جج صاحبان بہت واضح اور صاف طور پر دیکھ رہے ہیں۔

ماحولیاتی مسائل کے بارے میں دنیا بھر میں حق مداخلت کے اصول کو تسلیم کیا جاچکا ہے اور پاکستان کی عدالتوں نے بھی اس سلسلے میں مقدمات کی سماعت کی ہے۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ گروہوں کے بغیر بھی کچھ مفادات ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے فردواحد ایک شہری ہونے کی حیثیت سے مقدمہ دائر کرنے کا حق رکھتا ہے۔

شہری سی بی ای کراچی کے تعمیراتی ماحول سے متعلق سرکاری اداروں کے بارے میں ایک سخت نگران کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔ وہ ماحول کے بارے میں پالیسیاں تشکیل دینے کے ضمن میں ایک پریشر گروپ کا کردار ادا کرتی ہے۔

شہری سی بی ای اسکیموں، پروگراموں اور ضابطوں کی تشکیل میں عوامی شراکت کی حمایت کرتی ہے، اور مختلف سطح پر ماحولیاتی مسائل کے بارے میں مقدمات دائر کرتی

شہری سی بی ای کراچی کے تعمیراتی ماحول سے متعلق سرکاری اداروں کے بارے میں ایک سخت نگران کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔ وہ ماحول کے بارے میں پالیسیاں تشکیل دینے کے ضمن میں ایک پریشر گروپ کا کردار ادا کرتی ہے۔ شہری سی بی ای اسکیموں، پروگراموں اور ضابطوں کی تشکیل میں عوامی شراکت کی حمایت کرتی ہے، اور مختلف سطح پر ماحولیاتی مسائل کے بارے میں مقدمات دائر کرتی ہے۔

مستقبل کا راستہ

عدالتوں کے جج خواتین اور حضرات وہ ہیں جو کراچی کے تعمیراتی ماحول میں رہتے ہیں اور اس لوٹ کھسوٹ کے گواہ ہیں اور پھیلتے ہوئے شہر کی جاری ماحولیاتی ابتری اور معاشرے کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تعمیراتی ماحول کے ضمن میں عوامی مفادات کو تحفظ دینے، قانون کی حکمرانی کی پیش قدمی اور بدعنوانی و مفاد پرستی کو روکنے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی جارہی ہیں۔

- احکامات امتناعی کے بڑھتے ہوئے غیرقانونی طور پر فائدہ اٹھانے کے عمل کو روکنے کے سلسلے میں متحرک ہوجائیں۔
- عوامی مفادات کے مقدمات کی عام مقدمات کے مقابلے میں ترجیحی بنیادوں پر سماعت کریں۔
- اس امر کو یقینی بنائیں کہ ایسے سرکاری افسران کے خلاف جو تعمیراتی ماحول کی ابتری میں شریک ہیں یا عدالتی احکامات کا نفاذ عمل میں نہیں لاتے، توہین عدالت کے الزام میں مقدمات چلائے جائیں۔
- اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ عوامی مفادات کے خلاف کیے گئے کاموں کے متعلق مقدمات میں تاخیر ان کو کمزور کرتی ہے۔
- خود کو تعمیراتی ماحول سے متعلق مسائل/قوانین کے بارے میں روشناس کریں۔
- ایسے مقدمات سے نمٹنے کے لیے خصوصی سبز بینچوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کریں۔

کراچی کے تعمیراتی ماحول کو حکومتی افسران۔ مافیا کے گٹھ جوڑ نے معمولی اور تکلیف دہ مقدمات کے تحت حاصل کردہ عدالتی احکامات کے ناجائز استعمال کے ذریعے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ مثلاً زمین کی غیرقانونی الاٹمنٹ، سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر تجاوزات، غیرقانونی تعمیرات، کھلی جگہوں پر قبضہ وغیرہ۔ لہٰذا یہ عدالتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان کے احکامات (خصوصاً عبوری احکامات) کا بدعنوان عناصر ناجائز استعمال نہ کرسکیں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ تمام عدالتیں کراچی میں عوامی مفادات سے متعلق مقدمات کا تنقیدی بنیاد کے بجائے تحقیقاتی بنیاد پر تجزیہ کریں۔ کیونکہ روایتی تنقیدی طریقہ کار اسے عدالتوں کے سامنے کمزور بناتا ہے اور آئین کی دفعات 8, 9, 14, 23, 24 اور 25 کے تحت دیئے گئے ان کے بنیادی انسانی حقوق کے نفاذ کے حصول کو مشکل بنا دیتا ہے۔ جج صاحبان کو صرف ایک ایمپائر کا کردار ہی ادا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کبھی کبھی اجتماعی مقدمہ بازی میں شریک بھی ہونا چاہیے۔ بصورت دیگر عدالتی طریقہ کار انصاف کا مذاق اڑانے کے مترادف ہوگا۔

شہریوں کو یہ جان کر افسوس ہوا کہ سرکاری افسران عدالتوں کے قانونی احکامات کو نظرانداز کرتے ہیں ان میں سے کچھ کا شمار تعمیراتی ماحول کی خلاف ورزی کرنے والوں کی صف اول میں ہوتا ہے۔ جب تک ایسے افراد کو سزا نہیں دی جاتی اس وقت تک دوسروں کو یقین نہیں آئے گا کہ وہ بھی گرفت میں آسکتے ہیں اور ان کے خلاف حقیقتاً کچھ نہیں کیا جائے گا۔ اسے لازمی طور پر تبدیل کرنا چاہیے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کی تحریک نے بے حس خود پرست اور لاتعلق شہری کو آگہی شعور دیتے ہوئے اسے اپنے حقوق کے بارے میں متحرک کردیا ہے کیونکہ اسے اس حقیقت کا ادراک ہوچکا ہے کہ یہ سب اس کی زندگی کے لیے خطرناک ہے۔

(رولینڈ ڈی سوزا الیکٹریکل انجینئر اور شہری سی بی ای کے چیئرپرسن ہیں)

❀❀❀

فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے مقامی نمائندے مسٹر پیٹر بوشمین

کمیونٹی پولیسنگ......

انسانی حقوق اور فرائض

شہری سرگرمیاں

شہری رپورٹ

شہری سی بی ای اور کمیونٹی پولیسنگ کمیٹی فیروز آباد پولیس اسٹیشن جمشید ٹاؤن نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے 300 افسران اور کانسٹیبلوں کی تربیت کے لیے کمیونٹی پولیسنگ، اسلام میں انسانی حقوق اور انسانی حقوق کے موضوع پر ایک ورکشاپ منعقد کیا گیا۔

مقررین میں جناب خطیب احمد، جناب رضوان عبداللہ، فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے مقامی نمائندے جناب پیٹر بوشمین، ڈاکٹر انیس احمد اور پولیس اکیڈمی لاہور میں گزشتہ 18 سال سے تعینات ماسٹر ٹرینگ اور انسپکٹر جناب وسیم درانی شامل تھے۔

افسران اور کانسٹیبلوں نے شہری کے کردار کو سراہا۔ جناب خطیب احمد اور جناب رضوان عبداللہ نے کمیونٹی پولیسنگ کے بارے میں روشنی ڈالی۔

شہری سی بی ای نے ڈی آئی جی آپریشنز جناب طارق جمیل اور ٹاؤن پولیس آفیسر گلشن ٹاؤن جناب عبدالخالق شیخ کی اس ورکشاپ کے انعقاد کے ضمن میں کی گئی کوششوں کو سراہا۔ اس کے ذریعے عام شہریوں کو بھی کانسٹیبلوں کے کام کے حالات کو سمجھنے کا موقع ملا۔ سندھ میں کانسٹیبل کی تنخواہ ایک ہزار روپے ماہوار جیسی قلیل تنخواہ کے بارے میں اطلاع ایک حیرت انگیز امر تھا۔ واضح رہے کہ صوبہ سندھ میں کانسٹیبل کی تنخواہ دیگر تینوں صوبوں کے مقابلے میں بھی کم ہے۔ ورکشاپ میں اس بات پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی کہ جب کوئی شخص پولیس کے شعبے کو منتخب کرتا ہے تو وہ اس فارم پر دستخط کرتا ہے کہ وہ 24 گھنٹے فرائض کی انجام دہی کے لیے رضامند ہے۔

یہ ان دیگر شرکائے ورکشاپ کے لیے ایک زبردست دھچکا تھا جو یہ سمجھتے تھے کہ کسی

ورکشاپ کے تربیتی پروگرام کے نگران اعلی پولیس اکیڈمی لاہور کے انسپکٹر جناب وسیم درانی

شہری سی بی ای کے زیر اہتمام کمیونٹی پولیسنگ کے موضوع پر منعقدہ ورکشاپ کے مقررین اور شریک مقامی پولیس کے اہلکار

بھی انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ 24 گھنٹے اپنے فرائض بخوبی ادا کرسکے۔ مزید برآں محکمہ پولیس کے بارے میں روا رکھے جانے والے نیم انسانی رویے پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

تمام تر مباحثے کے دوران اس بات کو بخوبی سمجھ لیا گیا کہ ہماری پولیس کا تربیتی طریقہ کار معیار کے مطابق نہیں ہے، پولیس کی تنخواہ ان کو ایک اچھی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دیتی اور یہ کہ ہمارے کانسٹیبلوں کو زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اگر ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرے اور ہماری عزت کی حفاظت کریں اور قانون کی حکمرانی اور امن وامان کو برقرار رکھیں تو ہمیں ان کے حالات کو بہتر بنانا ہوگا۔

❀❀❀

گٹر باغیچہ بچاؤ مہم

سیمینار کے مقررین

گزشتہ سال شاہ لطیف لائبریری میں ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مقررین نے کراچی شہر میں نیشنل پارک کی تعمیر میں تاخیر پر اپنے شدید خدشات کا اظہار کیا تھا۔ واضح رہے کہ اس کا اعلان صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کیا تھا۔

نیشنل پارک گٹر باغیچہ کے مقام پر اس کے 649 ایکڑ رقبے پر تعمیر کیا جانا تھا۔ مقررین نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا تھا کہ پروجیکٹ کے مقام پر ہر قسم کی تجاوزات کو ختم کیا جائے اور ساتھ ہی اراضی کی تمام غیر قانونی الاٹمنٹ منسوخ کی جائیں۔ ان کا کہنا تھا کہ بقایا علاقے کی جگہ پر ایک اسپتال اور کسی تعلیمی پروجیکٹ کی تعمیر کی جانی چاہیے۔

مقررین نے نوکر شاہی کے کردار پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ لینڈ مافیا اور دیگر مفاد پرستوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے پروجیکٹ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کررہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ جب کبھی بھی کسی پسماندہ علاقے میں کسی ترقیاتی پروجیکٹ کا آغاز کیا جاتا ہے مفاد پرست عناصر فوری طور پر اس کو سبوتاژ کرنے کے لیے متحرک ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان علاقوں کے باشندے ہمیشہ سے شہری ترقی کے ثمرات سے محروم رہے ہیں اور جدید شہری سہولیات کی کمی کی وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ گزشتہ پچاس سال کے دوران ہونے والے زیادہ تر ترقیاتی منصوبے شہر کے سینٹرل اور مشرقی ضلعوں میں تعمیر کیے گئے ہیں اور شہر کے پسماندہ علاقوں میں کوئی قابل ذکر منصوبہ نہیں شروع کیا گیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صدر مملکت کے اعلان کے مطابق سندھ کی صوبائی اور کراچی کی شہری حکومت کو نیشنل پارک کے اس پروجیکٹ پر فوری طور پر کام شروع کردینا چاہیے۔ گٹر باغیچہ بچاؤ مہم کے عنوان کے تحت ہونے والی اس کانفرنس کا انعقاد کراچی کی غیر سرکاری تنظیموں کے اتحاد کے چیئرمین جناب نثار بلوچ نے شہری سی بی ای کے تعاون سے کیا تھا۔ مقررین میں میاں اعجاز شفیع، یوسف مستی خان، افتخار شاہ بخاری، رؤف بلوچ، ہدایت اللہ اور عنایت حسین تھے۔ مزید برآں بلوچ دانشور محمد یوسف نسکندی اور سائٹ ٹاؤن کے ناظم نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

شرکاء نے اپنے اس خدشے کا برملا اظہار کیا کہ اگر شہری حکومت نے ان کے مطالبات پر سنجیدگی سے عمل نہیں کیا تو پسماندہ علاقوں کے باشندے یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شہری حکومت کو ان کی ترقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بعض مقررین نے گٹر باغیچہ کو اس کی اصل حالت میں بحال کرنے کا مطالبہ بھی کیا جو کبھی 1017 ایکڑ رقبے پر مشتمل اراضی پر سیوریج فارم کی حیثیت سے قائم کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس ضمن میں صنعت کاروں کے کردار کی بھی شدید مذمت کی جنہوں نے گٹر باغیچہ کی زمین پر سنگ مرمر کی صنعتیں قائم کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے علاقے کے ماحول میں آلودگی میں بے تحاشہ اضافہ ہورہا ہے۔

مقررین نے اس امر پر بھی اپنے شدید خدشات کا اظہار کیا کہ 1993ء میں گٹر باغیچہ کی 200 ایکڑ اراضی قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو رہائشی مقاصد کے لیے الاٹ کردی گئی تھی۔ مقررین نے ٹرانس لیاری کے عوام کو ان کے شہری حقوق کے حصول کی جدوجہد میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ ❀❀❀

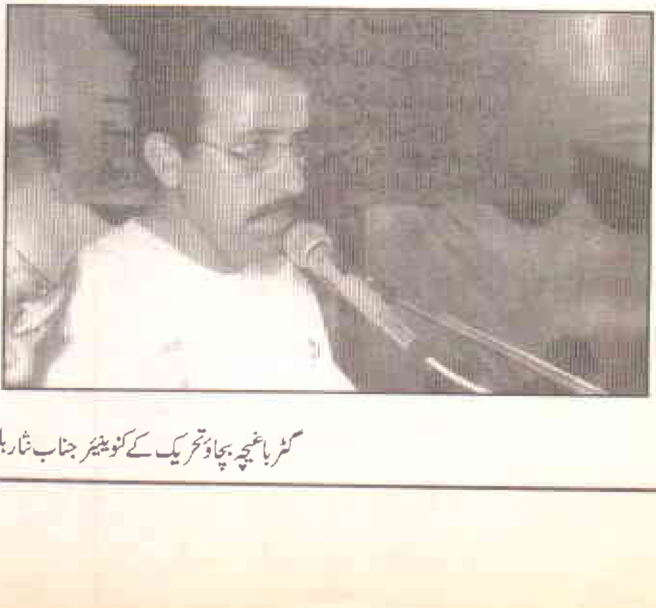

گٹر باغیچہ بچاؤ تحریک کے کنوینیئر جناب نثار بلوچ سیمینار کے شرکاء سے خطاب کررہے ہیں

شہری ماحولیاتی تعلیمی میلہ

متعدد ماحولیاتی مسائل اور خطرات کی وجہ سے میرا گھر، میرا شہر کراچی کرب میں مبتلا ہے۔ اس کے قدرتی ماحول (ساحلوں، پارکوں، پانی، ہوا) اس کا تعمیراتی ورثہ اور اس کے شہریوں اور آنے والی نسلوں کی زندگی کے معیار پر مخالف دباؤ اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے ساحل اب آلودہ ہو چکے ہیں، ہمارے پارکوں میں خاک اڑ رہی ہے، ہماری ہوا آلودگی کا شکار ہو چکی ہے، ہماری تاریخی عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں اور ہماری سڑکوں اور گردونواح میں بڑھتا ہوا شور نا قابل برداشت ہو چکا ہے۔ ہمارے گھر کی دیکھ بھال کون کرے گا......ہم اور صرف ہم!......!

آیئے ہم خود کو شعور اور آگہی سے بہرہ مند کریں اور اپنے گھر...... کراچی کو بچانے کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔

شہری سی بی ای کا قیام 1988ء میں متعلقہ شہریوں کے ایک گروپ کی کاوشوں سے عمل میں آیا۔ تاکہ کراچی کے باشندوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جس کے ذریعے وہ قدرتی اور تعمیراتی ماحول کی ابتری کے بارے میں اپنے خدشات سے متعلق موثر طور پر آواز اٹھا سکیں اور نہ صرف یہ کہ ماحول میں پیدا ہونے والے بگاڑ کے خلاف عملی کام کر سکیں بلکہ ماحول کو بہتر بنانے کے لیے موثر اقدامات اٹھا سکیں۔

شہری کے منعقد کردہ ماحولیاتی تعلیمی میلے نے تمام شہریوں خصوصاً طالب علموں، اساتذہ اور پیشہ ور حضرات کو ایک شاندار موقع فراہم کیا کہ وہ ایسی دلچسپ سرگرمیوں میں شریک ہو سکیں جس کے ذریعے وہ کراچی اور اس کے ماحول کے بارے میں اپنی عقیدت و احترام کی تجدید کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ماحولیاتی میلے نے شہریوں کو ماحولیاتی بگاڑ کے اثرات اور اسباب کے بارے میں آگہی حاصل کرنے میں مدد فراہم کی اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ کراچی کے قدرتی اور تعمیراتی ماحول کے تحفظ اور بحالی کے لیے عملی اقدامات اٹھا سکیں۔ یہ ایک ایسی رنگا رنگ تقریب تھی جس میں تفریح کے ساتھ تعلیم کے حسین امتزاج کو بھرپور انداز میں پیش کیا گیا تھا۔ ماحولیاتی میلے نے معاشرتی طور پر ذمہ دار اور ماحول دوست کمپنیوں کو عوام سے رابطہ کرنے اور اپنی مصنوعات اور خدمات کو ترقی دینے کے لیے ایک مثالی جگہ فراہم کی۔

ماحولیاتی تعلیمی میلہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریب تھی جسے کراچی میں پہلی مرتبہ شہری سی بی ای نے منعقد کیا تاکہ ہر عمر کے افراد کے ساتھ موثر طور پر رابطہ قائم کیا جا سکے اور کراچی بحیثیت ہمارا گھر کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔ میلے نے شہری مسائل سے نمٹنے کے لیے فوری عمل اور تمام تر ماحول کو بہتر بنانے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ماحولیاتی تعلیمی میلے کی وجہ سے شہری سی بی ای کو اپنے کراچی کے تعلیمی، شہری اور ایڈووکیسی کے پروجیکٹوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے میں بھی مدد ملی۔

اس موقع پر اسکولوں اور کارپوریٹ سیکٹر نے متعدد نئے اور تعلیمی اسٹالز لگائے۔

اسکول اسٹال

اسکولوں نے میلے میں ماحولیاتی تعلیم کو

پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ (پی ای پی اے) 1997ء کی خلاف ورزی

دیہہ تھانو ملیر کے سروے نمبر 907 کی 6776 مربع اراضی پر باغ زہرہ ویلفیئر ٹرسٹ کے منصوبے کے نقشے کی منظوری کے سلسلے میں برائے مہربانی مندرجہ ذیل امور پر توجہ فرمائیے۔

1- زمین کی منصوبہ بندی اور اس کی ذیلی تقسیم کی مجاز ایم ڈی پی نہیں ہے بلکہ اس کا اختیار ایم پی جی او کے پاس ہے۔ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 2002ء کے باب۔3 اور باب۔18 کے تحت اختیار دیا گیا ہے کہ ایسی بڑی ذیلی تقسیم (جو ایک ہیکٹر /2.47 ایکڑ) کی منظوری ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

2- کسی قسم کا تکنیکی مطالعہ نہیں فراہم کیا گیا (سہولیات/ مجوزہ بڑی ذیل تقسیم کی دستیابی یا عدم دستیابی)، لے آؤٹ پلان کی کاپی کی عدم فراہمی۔ اس تمام صورتحال میں ہم سے یہ کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم اس پر اعتراضات اور خصوصی نکات مندرج کرائیں اور اعتراضات کس چیز پر؟

3- پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ 1997ء کے تحت اعلان کردہ نظرثانی شدہ آئی ای ای اور ای آئی اے ریگولیشنز 2002ء کے شیڈول۔II کے آئٹم H-1 کے مطابق کراچی جیسے بڑے شہروں میں اراضی کے استعمال پر منصوبوں اور شہری منصوبوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ای آئی اے سے منظور شدہ ہوں اور اس میں سرکاری شراکت ہو۔ کیا شہری ضلعی حکومت کراچی یا ایم ڈی پی نے یہ سب حاصل کیا تھا؟ اگر ایسا ہے تو براہ کرم ہمیں اس کی ایک نقل روانہ فرمائیں۔

4- کس قانون کے تحت مجوزہ منصوبے کے نقشے کی منظوری دی گئی ہے؟

5- کیا مذکورہ پلاٹ سندھ کی سرکاری زمین کے آرڈی نینس 2002ء (الاٹمنٹ کی تنسیخ، بحالی اور تبادلے) سے متاثر ہوتا ہے؟

6- کیا مذکورہ اسکیم کے ڈی اے اسکیم A-25 اور کراچی شہر کی تمام تر منصوبہ بندی کے مطابق پوری اترتی ہے؟ کیا یہ مروجہ اور نافذ درجہ بندی کے ضابطوں کے عین مطابق ہے؟

7- مجوزہ اسکیم تک کے ای ایس سی، کے ڈبلیو ایس بی، ایس ایس جی سی ایل اور پی ٹی سی ایل ای خدمات کس طرح پہنچائیں گی۔ کیا پہلے ہی سے اضافی بوجھ سے لدا ہوا شہری سہولیات کا ڈھانچہ ایک ایسے اضافی منصوبے کا بوجھ اٹھا سکتا ہے؟

ہم بہت شوق اور بے چینی سے متعلقہ محکموں کی جانب سے جوابات کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ ہم مجوزہ منصوبے پر اپنے تفصیلی تبصرے/ اعتراضات داخل کراسکیں۔ ❀❀❀

پلاٹ نمبر L-145، بلاک 2، حالی روڈ، پی ای سی ایچ ایس کراچی پر غیر قانونی مدرسہ

ہم علاقے کے باشندوں کی ایما پر یہ اعتراض داخل کرتے ہیں کہ معصومین ٹرسٹ نے پلاٹ نمبر M-145 پر (1997ء میں مذکورہ پلاٹ سے متصل تھا) اپنے پہلے غیر قانونی مدرسے کا آغاز کیا تھا۔ ٹرسٹیوں نے ہوا سے بچاؤ کے ایک سایہ بان + گراؤنڈ + پہلی منزل پر مبنی ایک رہائشی مکان کی منظوری حاصل کی تھی۔ تاہم کے بی سی اے کے افسران کی ملی بھگت سے ٹرسٹیوں کو زیر زمین تہہ خانہ + گراؤنڈ + پہلی منزل تعمیر کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ وہ عدالت گئے۔ حکم امتناعی حاصل کیا..... قانون کو پامال کیا..... اور پھر اس کو ریگولرائز کرالیا۔ اب وہ یہ سب کچھ پلاٹ نمبر L-145 پر بھی کر رہے ہیں۔

ہم موجودہ امن وامان کی صورتحال کی روشنی میں علاقے کے باشندوں کی حمایت کرتے ہیں کہ کسی بھی مذہبی مقام کو رہائشی علاقے میں اراضی کے استعمال میں تبدیلی کرتے ہوئے قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ اس کی وجہ سے علاقے کے تمام مکینوں کی جان و مال کو خطرات لاحق ہوسکتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ عوام غیر قانونی مساجد اور مدرسوں کی روک تھام کے متعلق بے حد حساس ہوتے ہیں لیکن بہرحال قانون ان سب سے بلند ہے۔

اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نینس 2002ء کے تحت یہ ہمارا حق ہے!

اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نینس 2002ء کے تحت جو سرکاری اداروں کے پاس موجود ریکارڈ تک شہری کی رسائی کے حق کو تسلیم کرتا ہے، شہری سی بی ای پلاٹ نمبر A-151، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس کراچی کے بارے میں مندرجہ ذیل اطلاعات/ دستاویزات کی عوامی سطح پر دستیابی کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

1- مذکورہ پلاٹ رہائشی ہے یا تجارتی؟

2- اگر مذکورہ پلاٹ تجارتی ہے تو اسے کب اور کیسے تجارتی بنایا گیا۔

3- کیا مذکورہ پلاٹ کو رہائشی سے تجارتی میں تبدیل کرنے کے اثرات پر تکنیکی توجیحی مطالعات کیے گئے۔

4- کیا اس حقیقت پر غور کیا گیا کہ مذکورہ پلاٹ کی کمرشل پلاٹ میں تبدیل کرنے سے علاقے میں رہائش پذیر باشندوں پر کس قدر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور ان کے پرسکون زندگی بسر کرنے کے آئینی حق کی پامالی کی گئی۔

5- کیا مذکورہ پلاٹ کو کمرشل پلاٹ میں تبدیل کرنے سے قبل عوامی اعتراضات طلب کیے گئے؟

6- کیا اس حقیقت پر توجہ دی گئی کہ اس کی وجہ سے علاقے کے بنیادی ڈھانچے اور شہری سہولیات پر اضافی بوجھ پڑے گا اور یہ کہ ان سے نمٹنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیے جائیں گے؟

7- کمرشلائزیشن چارجز کے طور پر کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی اور یہ ادائیگی کب کی گئی؟

8- کیا متعلقہ ادارے سے اس کا تعمیراتی منصوبہ منظور کرایا گیا۔

9- وزارت تعمیرات اور کام کے اپنے ملکیت کے پلاٹوں کی اراضی کے استعمال میں تبدیلی کے لیے کون سا قانونی اور باضابطہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نینس کا اعلان اکتوبر 2002ء میں کیا گیا تھا اور اس کا نفاذ فوری طور پر عمل میں لایا گیا تھا جیسا کہ اس کے سیکشن 1 (3) میں درج کیا گیا ہے۔ آرڈی نینس کے سیکشن 13 میں ضمانت دی گئی ہے کہ کسی بھی شہری کو درخواست دینے کے بعد 21 دن کے اندر متعلقہ اطلاعات فراہم کی جائیں گی۔

❀❀❀

بقیہ: فن تعمیرات کے 57 سال

میں کوئی عدم توازن نہیں ہے۔ صارف اپنی جگہ کے تصورات سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس ماحول میں بہت سے ماہرین تعمیرات جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے مستقبل کا تصور تخلیق کر رہے ہیں۔ کل کو سمجھنا اس وقت بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے جب کوئی جگہ سے متعلق اپنے احساسات کو سمجھ سکتا ہے۔

ملک بھر میں خصوصاً کراچی، لاہور اور راولپنڈی کی ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں انقلابی تعمیرات تخلیق کی جا رہی ہیں۔ بصری افق کے نئے تصور نے شہری منظرنامے کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ ماہر تعمیرات خالد رحمٰن عالمگیریت کے اس دباؤ کے نتیجے میں اسی جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان کا کوئی مخصوص نظریہ نہیں ہے لیکن کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے ذریعے وہ تمام سماجی، ثقافتی اور موسمیاتی تصورات کو پارہ پارہ کر رہے ہیں جو ان کے تخلیق کردہ منصوبوں ٹارگٹ سینٹر اور احد سینٹر میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔

رئیس فہیم زیادہ تر رہائشی تعمیرات پر کام کرتے ہیں۔ اپنی تعمیرات میں وہ محرابی خطوط کا استعمال کرتے ہیں اور ان کو وہ بطور اپنی شناخت کے پیش کرتے ہیں۔ ان کے ڈیزائنوں کے تصورات تجارتی بنیادوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی سچائی ہے کہ ایک مثالی تعمیر ہمیشہ اس کی سادگی اور سیدھے خطوط میں ہوتی ہے جیسا کہ مہدی علی مرزا اور لاری کے تصورات میں پایا جاتا ہے۔ روایتی ماہر تعمیرات اور ماضی اور حال کا مرکب پیش کرنے والے نیئر علی دادا واحد ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے اپنی تمام پیشہ ورانہ زندگی میں جدید فن تعمیرات کو ماضی سے ملانے کی کوشش کی ہے۔ وہ جدیدیت پر یقین رکھتے ہیں لیکن عمارت کی مصنوعی زیبائش میں نہیں بلکہ اس کی معقولیت پسندی میں جدیدیت کے قائل ہیں۔ وہ جگہ کے نئے تصور کے خالق ہیں اور انہیں وہ بڑے واضح انداز میں ڈیزائن کرتے ہیں۔ جبکہ کامل خان ممتاز تجدیدیت کے حامی ہیں۔ نیئر علی دادا اپنی جہت میں مستقبل شناس ہیں۔ ان کے اس اسلوب کو ان کی ڈیزائن کردہ متعدد عمارتوں میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال الحمراء آرٹس کونسل لاہور کی عمارت ہے۔

تاریخ ہمیشہ بطور ایک دستاویز کے سامنے آتی ہے جو ہمارے کل کی تعمیر کرتی ہے۔ یقیناً فن تعمیرات وہ واحد بصری فن ہے جو ماضی اور حال کی تہذیبوں کے درمیان پل تعمیر کرتا ہے لیکن موجودہ عالمگیریت کے عہد میں جب کہ پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں میں تبدیل ہوگئی ہے ماہرین تعمیرات کے لیے متعدد ہمہ جہتی سوالات پیدا ہوگئے ہیں کہ وہ کس قسم کی تعمیرات پر زور دیں اپنی ثقافتی شناخت کے نزدیک تر تعمیرات پر یا پھر ہمیں کسی ثقافتی تعمیراتی شناخت کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ ''نیشن''، لاہور)

❀❀❀

شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھوٹی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول۔

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم/فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

شہری سی بی ای قارئین کو سبز کچھوے کی بحالی کے اپنے پروجیکٹ ''کچھوے کے تحفظ میں مدد کیجیے'' کی کارکردگی کے بارے میں آگاہ کرتی ہے

سبز کچھوے کی بحالی

سبز کچھوے کے تحفظ کی مہم میں مدد کیجیے......

آبی حیات

شہری رپورٹ

پروجیکٹ کے پہلے مرحلے میں مندرجہ ذیل کارروائیوں پر کامیابی سے عمل درآمد کیا گیا ''سبز کچھوے کے انڈے دینے اور رکھنے کی نازک جگہوں کے ماحولیاتی/سماجی تخمینہ جات کے لیے سروے تکنیک اور ٹول پروگراموں کی ترقی...... سماجی سروے کے لیے شماریاتی پروگرام ایس پی ایس ایس'' سینڈز پٹ اور ہاکس بے کے ساحلوں پر سبز کچھوؤں کے ساحلی مسکن کے طبعی، سماجی اور ماحولیاتی پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے ایک تفصیلی بنیادی سروے/نمونے اکٹھا کرنے کی مشق کو کامیابی کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اس سروے مشق کا خصوصی ہدف ہٹ چوکیدار تھے۔

ہٹ چوکیداروں کو ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے منتخب کیا گیا اور انہیں پروجیکٹ کے اگلے مرحلے میں ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے باقاعدہ تربیت دی جائے گی جوکہ پروجیکٹ کا ایک لازمی حصہ ہے۔

مزید برآں ہٹ چوکیدار سبز کچھوؤں کی ساحلوں پر آمد اور ان کے مسکن کے بارے میں ٹھوس معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ساحلی مسکن کے مختلف پہلوؤں پر معلومات اکٹھا کرنا، ان کے آپس کے تعلقات اور وہ کس طرح سبز کچھوے کی بحالی کے مقصد سے مربوط ہو سکتے ہیں، سروے کا خصوصی مطمح نظر تھا۔ سبز کچھوے کے گھونسلے بنانے کے علاقے کے طبعی پہلوؤں پر مشاہدات کو ریکارڈ کرنے کے لیے کچھوؤں کے گھونسلوں کے اصل علاقے کا ایک ابتدائی مکانی سروے کیا گیا۔ اس ضمن میں عوامی آراء کو اکٹھا کیا گیا۔

سروے کا اسلوب تحقیق کی نوعیت، ردعمل کی تشکیل، نمونے کی نوعیت/متاثر ہونے والے کی نوعیت، تجزیاتی یونٹ اور ڈیٹا کی تیاری کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا تھا۔ اس ضمن میں ڈیٹا کی جانچ پڑتال، مجتمع کیے گئے ڈیٹا کی حتمی معقولیت کا تخمینہ، ڈیٹا کی تبدیلی، ڈیٹا کی بنیاد پر ڈھانچے کی دستاویز کی تیاری اور کچھوے کے ساحلی مسکن کے تفصیلی تجزیاتی تخمینے کے لیے سماجی سروے کے شماریاتی پروگرام (ایس پی ایس ایس) کا استعمال کیا گیا۔ سروے کے دوران اکٹھا کیا گیا ڈیٹا بعدازاں ایس پی ایس ایس میں محفوظ کردیا گیا جو ایک مخصوص کمپیوٹر پروگرام ہے جسے سماجی علوم اور انسانی ماحول کے باہمی تعلق سے منسلک مضامین پر ڈیٹا کو منظم کرنے، تجزیاتی تحقیق کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایس پی ایس ایس پروگرام مختلف ڈیٹا کے نتائج کے درمیان مفید تعلقات فراہم کرنے میں کارگر ثابت ہوتا ہے۔ پروجیکٹ کے تمام تجزیاتی کام کے دوران ایس پی ایس ایس سوفٹ ویئر پروگرام کا مفید استعمال کیا گیا۔

سبز کچھوے کے مسکن کے تحفظ کے منصوبے

سروے اور ثانوی ڈیٹا کے تجزیاتی اعداد وشمار کے نتیجے میں حاصل شدہ حتمی نتائج کی روشنی میں حکمت عملی پر مشتمل ایک عملی ڈھانچہ تشکیل دیا گیا جو مستحکم مسکن انتظامیہ کی اشد ضرورت کی بنیاد پر ہے۔

- مکالمے، ہم آہنگی اور سمجھوتے کی ضرورت۔
- ماحولیاتی معیار، مناسب ماحولیاتی قانونی آلات کا قیام۔
- ماحولیاتی محافظوں کی تربیت۔
- ادارہ جاتی استحکام۔
- وحدانی ساحلی علاقے کی انتظامیہ۔

خصوصی ماحولیاتی معیارات کی ترقی

علاقے میں کیے گئے متعلقہ کام اور ڈیٹا کے تجزیے کے نتیجے میں یہ محسوس کیا گیا کہ

پروجیکٹ کے علاقے میں کچھوے کے لیے محفوظ اور مستحکم رہائشی علاقے کے یقینی تحفظ کے لیے ضروری ماحولیاتی معیارات کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے جو کہ بے حد ضروری ہے۔

کچھوؤں کے گھونسلے بنانے اور انڈے دینے کے لیے پروجیکٹ کے علاقے کی موزونیت کا تخمینہ لگانے کے لیے ایک خصوصی رہائشی نمونے کا انتخاب کیا گیا۔ نمونے کو تعلقات، عملی طریقہ کار اور مسکنی استعمال کا تخمینہ لگانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس طرح انواع کے مسکنی تعلقات کا تخمینہ لگانے کے لیے عملی ڈھانچے کے عمومی تصور کو واضح کرے گا۔

نمونے کا ماحصل مسکنی موزونیت کا اشاریہ (ایچ ایس آئی) ہے جو انواع کے لیے مطالعاتی علاقے کی موزونیت کو ظاہر کرے گا۔ اس ضمن میں سبز کچھوے (ان کے گھونسلے بنانے اور انڈے دینے کے طریقہ کار) کے مسکنی موزونیت کے اشاریے کا تعین کرنے کے لیے ماحولیاتی معیارات کی نشاندہی کو ناگزیر قرار دیا گیا۔

ہٹ چوکیداروں کے ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے جوش و جذبے نے پروجیکٹ کے ابتدائی مرحلے کے نفاذ میں مثبت اور بنیادی مدد فراہم کی ھے جس کی وجہ سے اس مرحلے کے پروگراموں پر عمل درآمد ممکن ھوسکا ھے

ماحولیاتی محافظوں کے لیے جانچ پڑتال اور نگرانی کے طریقوں کی تیاری

سروے کے تجزیے اور ماحولیاتی معیارات کے قیام کے نتائج کی بنیاد پر ماحولیاتی محافظوں کی جانچ پڑتال، نگرانی اور کارکردگی کو جانچنے کے لیے ایک عملی ڈھانچہ ترتیب دیا گیا۔

عوام میں آگہی پیدا کرنے کے لیے طریقوں کی ترقی

عوام میں آگہی پیدا کرنے کے لیے طریقہ کار میں بہتری لانے کے ضمن میں تعلیمی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ مفید روابط کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ شہری سی بی ای کی تجویز پر انڈس ویلی اسکول آف آرٹس اینڈ کلچر میں ایک پروجیکٹ میں شمولیت اختیار کی گئی جہاں طلبہ کو پروجیکٹ کے لیے ایک مرکزی خیال، لوگو تخلیق کرنے اور کاروں کے لیے ایک اسٹیکر ڈیزائن کرنے کی دعوت دی گئی۔ انڈس ویلی آف اسکول کی فیکلٹی کی معاونت سے مرکزی خیال، لوگو اور اسٹیکر کا انتخاب کیا گیا۔ کار کے لیے اسٹیکر کی اشاعت کی گئی جنھیں بہت زیادہ پذیرائی ملی۔ مقامی اسکول میں کچھوے کی بحالی کے مقصد کو تقویت دینے کے لیے سفری کچھوا نمائشی کٹ کی تیاری کے لیے ڈیزائن کا کام بھی شروع کردیا گیا۔ اسی طرح مزید آگہی پیدا کرنے کے طریقوں مثلاً مگوں اور پیپر ویٹ کو ڈیزائن کرنے کا ابتدائی کام بھی اپنے عملی مراحل میں ہے۔

شہری سی بی ای ایک کتابچہ ''کچھوا کہانی'' کی تیاری کے سلسلے میں ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم اور بک گروپ کے ساتھ رابطہ کر رہی ہے۔ کتابچے کا مقصد اسکولوں کے بچوں میں سبز کچھوؤں اور ان کے ساحلی مسکن کی بحالی اور تحفظ کی ضرورت کے بارے میں آگہی پیدا کرنا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ کتابچے کو متعدد اسکولوں کے نصاب میں شامل کرلیا جائے گا جہاں بچوں کو ماحولیاتی تحفظ سے متعلق موضوعات پر حفاظتی امور کی تعلیم دی جائے گی۔

کتابچے کا مسودہ اپنے اختتامی مراحل میں ہے جبکہ تصاویر کی تیاری کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ کتابچے کے مسودے کی تیاری کے سلسلے میں محکمہ جنگلی حیات سندھ اور عالمی فنڈ برائے پاکستان کا قدرتی ماحول کی ماہرانہ خدمات حاصل کی گئیں۔

پروجیکٹ کی سرگرمیوں مثلاً نگرانی کے پروگرام اور کچھوے کے مشاہداتی دوروں میں بحیثیت رضاکار معاونت میں اسکولوں کی شمولیت میں اضافہ کرنے کے لیے متعدد مقامی اسکولوں سے شہری سی بی ای رابطہ قائم کرچکی ہے۔

شہری سی بی ای ایک مقامی اشتہاری ایجنسی کے ساتھ ایف ایم۔100 اور ایف ایم۔107 پر نشر کرنے کے لیے مختصر پیغامات اور جنگلز کی تیاری کے سلسلے میں بھی رابطہ کرچکی ہے۔

اراضی کے مالکان/انتظامی اداروں کے ساتھ اجلاس/مشاورت

کراچی پورٹ ٹرسٹ اور منوڑہ کنٹونمنٹ بورڈ کے متعلقہ افسروں کے ساتھ تفصیلی رابطوں اور اجلاسوں کے نتیجے میں کراچی پورٹ ٹرسٹ اور منوڑہ کنٹونمنٹ بورڈ

کی حدود میں واقع ساحلی علاقوں کے بارے میں نتیجہ خیز معلومات اکٹھا کی گئیں۔ ان معلومات میں تفصیلی نقشہ جات، ہٹ لیز ڈیڈ، تعمیراتی ضوابط وغیرہ شامل ہیں۔ شہری ضلعی حکومت کراچی، کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے افسران اور کیماڑی ٹاؤن کی انتظامیہ کے ساتھ بھی اجلاس منعقد کیے گئے۔

قانونی جائزہ

پروجیکٹ کے علاقے میں زمینی استعمال اور ماحولیاتی انتظام سے متعلق تمام دستاویزات کا ایک جامع قانونی جائزہ لیا جارہا ہے۔ یہ جائزہ پروجیکٹ کے اگلے مرحلے میں علاقے میں موجودہ ہٹ لیز ڈیڈ میں مجوزہ تبدیلیوں کی تشکیل کے ضمن میں رہنمائی کرے گا۔ قانونی جائزے کے طریقہ کار میں پروجیکٹ کے علاقے میں کیے گئے طبعی اور عوامی آراء پر مبنی سروے سے حاصل ہونے والے تجزیاتی نتائج سے رہنمائی حاصل کی گئی۔

پروجیکٹ کے نفاذ میں درپیش مسائل

تفصیلی سروے اور تجزیاتی کام کے نتیجے میں اہم سماجی اور ماحولیاتی شماریات کی دستاویزات تیار ہوچکی ہیں جو پروجیکٹ کی تمام تر منصوبہ بندی اور ترقیاتی طریقہ کار میں مثبت طور پر مددگار ہوگا۔

ماضی میں ظاہر کیے گئے سبز کچھوے اور اس کے ساحلی مسکن کو لاحق خطرے کو ختم کیا گیا ہے اور اس کو عمومی حالت پر واپس لایا گیا جس کے نتیجے میں اکٹھا کیے گئے ڈیٹا کے ارتقاء اور تجزیہ کرنے میں مدد ملی ہے ہٹ چوکیداروں کی بحیثیت ماحولیاتی محافظ ترقی دینے کے عمل نے متوازن طور پر ایک مثبت تمہ فراہم کیا۔

ماحولیاتی محافظوں کا کردار اختیار کرنے کے ہٹ چوکیداروں کے جوش وجذبے نے پروجیکٹ کے اس مرحلے کے نفاذ میں مثبت اور بنیادی مدد فراہم کی ہے جس کی وجہ سے ان پروگراموں پر عمل کیا جاسکا۔

سبز کچھوؤں اور ان کے ساحلی مسکن کے تحفظ کے ضمن میں ہٹ چوکیداروں کی نااہلی کی متعدد وجوہات ہیں مثلاً اس بارے میں ان کی معلومات بے حد محدود ہیں اور کچھوے اور ان کے ساحلی مسکن کے تحفظ پر معلومات میں عظیم تر شراکت حاصل کرنے پر اطمینان بخش فوائد کے بارے میں لاعلمی ہے۔

> سروے کے نتائج اور ماحولیاتی معیار کی بنیاد پر نگرانی، جانچ پڑتال اور کارکردگی کی دیکھ بھال اور ماحولیاتی محافظوں کی تربیت کا عملی ڈھانچہ مرتب کیا جاچکا ہے جس کا نفاذ سبز کچھوے کے انڈے دینے کے موسم میں کیا جائے گا

اس کے باوجود ان کے موثر ماحولیاتی محافظوں کا کردار اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ دیکھنے میں نہیں آئی۔ درحقیقت اس کی وجہ سے منصوبہ بند تربیتی پروگراموں کے لیے مثبت اہداف میسر آئے ہیں۔

پروجیکٹ کی ایک بڑی کامیابی یہ ہے کہ اہم ماحولیاتی تغیر پذیریوں اور ماحولیاتی معیارات کو مرتب کیا جاچکا ہے جو پروجیکٹ کے علاقے میں سبز کچھوؤں کے گھونسلوں کی زمین کے لیے مسکن کی موزونیت کے اشاریہ کا تعین کرنے میں رہنمائی کرے گا۔

مسکن کی موزونیت کا اشاریہ ایک سنگ میل ثابت ہونا چاہیے کیونکہ اس کی کامیابی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ پروجیکٹ کا علاقہ سبز کچھوؤں کے گھونسلوں اور انڈے دینے کے لیے مناسب مسکن کے طور پر برقرار ہے۔

سروے، تجزیے کے نتائج اور ماحولیاتی معیار کے قیام کی بنیاد پر نگرانی، جانچ پڑتال اور کارکردگی کی نگرانی/ماحولیاتی محافظوں کی ارتقاء پذیری کا ایک عملی ڈھانچہ مرتب کیا جاچکا ہے۔ اس کو بعدازاں ہٹ چوکیداروں کے لیے تربیتی پروگرام تیار کرنے تک وسیع کیا جائے گا اور سبز کچھوؤں کے انڈے دینے کے اگلے موسم میں اس کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔ عوامی آگہی میں بہتری کے ضمن میں دیگر غیر سرکاری تنظیموں اور تعلیمی اداروں کے ساتھ مفید روابط اور شراکت قائم کی جاچکی ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم پیش رفت یہ ہے کہ نوجوان نسل کو کچھوے کی بحالی کی کوششوں میں شامل کیا جاچکا ہے۔ اس سلسلے میں انڈس ویلی اسکول آف آرٹس اینڈ آرکیٹیکچر کے طلبہ اور فیکلٹی کی شمولیت ایک مثبت پیش رفت ہے۔ جبکہ طلبہ سبز کچھوا سوینیئر اور دیگر متعلقہ عوام میں آگہی پیدا کرنے والے عناصر کو ڈیزائن کررہے ہیں۔ سبز کچھوے کی بحالی کی کوششوں میں ان کی مزید طویل المیعاد شراکت ابھی زیر غور ہے۔ ❀❀❀

''شہری'' میں شمولیت اختیار کیجئے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

اگر آپ ''شہری'' میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول۔ 206۔جی۔ بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون/فیکس 92-21-4530646

E-mail address:
Shehri@onkhura.com (Web site)
URL:http//www.onkhura.com/shehri

نام ________ ٹیلی فون (گھر) ________

ایڈریس ________

پیشہ ________ ٹیلی فون (دفتر) ________

شہری کی رکنیت

2005ء کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

ش۔ فرخ

وزیراعظم شوکت عزیز سے ایک سوال

عورتوں کے خلاف امتیازی قوانین کو کب ختم کیا جائے گا

یہ ستمبر 2002ء کا ذکر ہے۔ ملک میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔ ہمارے ذمہ ملک بھر میں میڈیا ورکشاپس منعقد کرنے کا کام تھا کہ صحافیوں کے ساتھ جمہوریت اور انسانی حقوق کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جاسکے۔ انہیں معاشرے کے پسماندہ طبقوں مثلاً خواتین اور اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں یاددہانی کرائی جائے۔ انہیں انتخابات کے عمل کی درست اور سچائی کی تصویر پیش کرنے کی تلقین کی جائے۔ ہم اس سلسلے کی آخری ورکشاپ کوئٹہ میں مکمل کرنے کے بعد کراچی لوٹ رہے تھے۔ ہمارے ہمراہ کراچی یونیورسٹی کی پروفیسر خالدہ غوث بھی تھیں۔ انہوں نے جہاز میں بیٹھتے ہی سوال کیا کہ کیا خیال ہے ملک کا وزیراعظم کون ہوگا۔ میں نے کہا ایک قیاس یہ ہے کہ شوکت عزیز وزیراعظم ہوں گے۔ انتخابات جیسے تیسے ہوگئے مگر اس وقت شوکت عزیز وزیراعظم نہ بنے۔ دل ہی دل میں شرمندگی ہوئی کہ ہماری سیاسی بصیرت خاصی ناقص ہے۔ تقریباً دو سال بعد سیاسی بساط پلٹی اور شوکت عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیراعظم بن گئے۔ عوام نے ایک بار پھر بہت سی توقعات اور امیدیں اپنے دلوں میں روشن کرلیں۔ گوکہ ماضی کے تجربات زیادہ خوش آئند نہیں رہے۔ سابقہ حکمرانوں نے بھی بہت سے دلاسے دیئے تھے۔ وعدے کیے تھے لیکن باتیں زیادہ اور عمل کم تھا۔

تقریباً 25 سال قبل ایک صبح اٹھے تو ہماری زندگیوں میں حدود آرڈی نینس شامل ہوچکے تھے۔ ایک رجعت پسند آمر نے کمزور عورت کو مزید کمزور کردیا تھا۔ خواتین اور انسانی حقوق کی تنظیموں میں شورش برپا ہوگئی۔ احتجاج ہوا، مطالبات کیے گئے کہ یہ کالے قوانین ختم کرو۔ کچھ نہ ہوا۔ کسی نے ایک نہ سنی۔

جب ایک خاتون وزیراعظم بنیں۔ ڈھارس بندھنے لگی کہ اب کے ہمارے مطالبات پورے ہوجائیں گے کہ ایک عورت کو عورت پر ڈھائے گئے مظالم کا احساس ہوگا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔

ایک تاجر وزیراعظم آگئے۔ وہ زنا بالجبر کی شکار عورتوں کے گھر جاکر انہیں حوصلہ دیتے تھے۔ ان کی لٹی ہوئی عزت کے ازالے کے لیے نقد رقم کا تحفہ دیتے تھے۔ ایک بار وہ کراچی پریس کلب آرہے تھے۔ ہفتہ وار چھٹی کا دن تھا۔ یہ دن میرے لیے ہر طرح کی بیرونی سرگرمیوں سے مبرا ہوتا ہے۔ لیکن اس روز طے کیا کہ پریس کلب ضرور جانا ہے۔ وزیراعظم سے شرف ملاقات ضروری ہے۔ ''میٹ دی پریس'' جاری تھا۔ سوال کیا۔ عام تاثر یہ ہے کہ آپ بنیاد پرست اور تنگ نظر نہیں ہیں تو کیا آپ عورتوں کے خلاف امتیازی قوانین کو ختم کریں گے۔ وزیراعظم نواز شریف کا جواب عین بعین درج ہے۔ ''وہ جی لاہور میں پیپلز پارٹی کے ایک صاحب ... ہیں وہ بہت جھوٹ بولتے ہیں۔'' ارے میں نے تو کچھ اور پوچھا تھا۔ اس کا جواب یہ نہیں تھا۔ بہرحال ان کے دور حکومت میں بھی کچھ نہ ہوا۔ ہم ایک ہی جگہ پر کھڑے بھاگتے رہے۔

1999ء میں چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کمیشن بحیثیت خواتین کے قیام کا اعلان کیا تو ایک اخبار کے اداریئے کی سرخی تھی ''پھر ایک اور کمیشن'' کیونکہ گزشتہ ادوار میں اس نوعیت کے کمیشن بنتے رہے تھے۔ کمیشن کے ارکان کی جانب سے سفارشات پیش کی جاتیں اور کارروائی مکمل ہو جاتی۔ سفارشات اور رپورٹ کی فائلیں پچھلے چولہے میں پھینک دی جاتیں۔

بے نظیر بھٹو کے دور میں سیڈا اور بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن پر عملدر آمد کے لیے قومی منصوبہ عمل تشکیل دیا گیا جسے نواز شریف نے بے نظیر حکومت کے ختم ہونے کے بعد نہایت کروفر کے ساتھ لانچ کیا اور کہا کہ اس پر عملدر آمد ضرور ہوگا۔ کچھ نہ ہوا۔ حکومت پھر تبدیل ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ کمپیوٹر کا پروگرام اور تکنیک سیکھ کر نکلو تو گھر پہنچتے تک وہ تبدیل ہوچکی ہوتی ہے۔ گزشتہ ستاون برسوں کے دوران ہماری حکومتیں بھی کچھ اسی طرح تبدیل ہوتی رہی ہیں سوائے آمرانہ دور کے۔

جنرل پرویز مشرف افق پر نمودار ہوئے۔ ان کی اعتدال پسندی اور روشن خیالی بہتوں کے لیے امید افزا تھی۔ امتیازی قوانین کی تنسیخ کی بات چل نکلی۔ کمیشن نے سفارشات پیش کیں جو اس سے قبل قائم کیے گئے انکوائری کمیشنز کی رپورٹس سے مختلف نہ تھیں کہ امتیازی قوانین ختم کیے جائیں۔ صدر پرویز مشرف نے ایک موقع پر کہا کہ اس مسئلے پر ڈیبیٹ کی جائے۔ ایک بار پھر ڈیبیٹ! بھلا گزشتہ برسوں میں کیا ہوتا رہا۔ بے شمار مذاکرات، لاتعداد مباحثے، مزید بحث کرنے کے لیے کیا باقی رہ گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ مزید وقت ضائع کیا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک روز امتیازی قوانین کو ختم کرنے کی بات ہوتی ہے تو اگلے روز اس کی مخالفت میں دھمکی آمیز بیان آجاتا ہے اور معاملے کو لپیٹ کر کونے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل ویمنز کمیشن کی صوبہ سرحد کی رکن نے کہا کہ یہ قوانین 1985ء کی پارلیمنٹ نے پاس کیے تھے۔ سن پچاسی کی پارلیمنٹ!! وہ جو ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ تھی؟ موصوفہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے بعد کسی پارلیمنٹ نے اعتراض نہیں کیا۔ اب انہیں کیا کہیں کہ بے نظیر کے پاس ان قوانین کو ختم نہ کرنے کے لیے دو تہائی اکثریت کے نہ ہونے کا بہانہ تھا اور بھاری مینڈیٹ لے کر آنے والی حکومت کو ایسے غیر مفید کاموں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اب بھی وہی مصلحتیں ہیں، ویسے ہی سمجھوتے ہیں۔

(باقی صفحہ 23 پر)

ثمرین مرزا جمشیدٹائون میں ابھرتی ہوئی سماجی علامتوں پر تفویض اختیارات کا تخمینہ لگاتے ہوئے شہری زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے اہلیت کو زیربحث لاتی ہیں

جمشیدٹاؤن کے کیس کا تجزیہ

تفویض اختیارات اور عدم مرکزیت

ثمرین مرزا

تحقیق

جمشید ٹاؤن کے دو ترقیاتی زونوں، جو غریب طبقات پر مشتمل ہیں ہمہ جہتی دائرہ اختیار میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ جس کا بنیادی سبب ترقیات کے تاریخی نقوش کے ساتھ عدم مرکزیت کا حالیہ طریقہ کار ہے۔ اس کے نتیجے میں نئی قیام میں آنے والی مقامی حکومت کی کونسلوں کو ایک منفرد چیلنج کا سامنا کرنا ہوگا۔

نئی حکومت کے لیے ابتدائی چیلنج متعدد اجتماعی انجمنوں کے درمیان ترقیات کو مربوط کرنا اور شہری حکومت کی تین متوازن رکاوٹوں کو عبور کرنا ہوگا۔ کامیابی کے لیے مقامی حکومت کو ترقیاتی سہولتیں فراہم کرنے والے کے اپنے اس نئے کردار کو ابھارنے پر توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔

اس چھوٹے رقبے اور گنجان آبادی پر مشتمل دائرہ اختیار میں آنے والے علاقے میں یہ بہت مشکل ہے کہ ایک علاقے میں ہونے والی ترقیاتی سرگرمیوں کے ثمرات کے نتیجے میں اطراف میں بسنے والے طبقات پر مرتب ہونے والے اثرات کو روکا جائے۔ آلودہ نالوں اور کھلی ہوئی نکاسی آب کی ندیوں سے پیدا ہونے والے جان لیوا خطرات کا شہر بھر کو سامنا ہے جس کے لیے مقامی اور میونسپل حدود سے ماورا تعاون ناگزیر ہے۔ روابطی ترقیات ایک ایسا طریقہ کار ہوگا جس سے مختلف حلقوں کے درمیان متضاد مفاد کی وجہ سے متواتر مذاکرات کا عمل جاری رکھنا ہوگا۔

ترقیاتی مسائل ممکن ہے کہ انتظامی حدود کو پامال کردیں لیکن یہ بات یقینی نہیں ہے کہ اجتماعی تعاون کی سطح کیا ہوگی۔ کئی اجتماعی انجمنیں اپنے رضاکارانہ جذبے کا مظاہرہ کرسکتی ہیں کیونکہ ان کے ارکان ایک ہی مذہبی فرقے یا نسلی شناخت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ان کو مختلف علاقوں میں ترقیاتی کام کے سلسلے میں مخالف گروپوں کے ساتھ حصہ داری کرنا ہوگی۔ مقامی حکومت کے افسران میں ان اختلافات کے درمیان توازن پیدا کرنے کی لازمی صلاحیت ہونی چاہیے۔

محدود وسائل اور بڑھتی ہوئی عوامی توقعات کی وجہ سے مقامی حکومت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق ترقیات کی سطح کے حصول کے لیے نئے اور جدید راستے تلاش کریں۔ غربت کے نقشے، اطراف کے علاقوں، اجتماعی انجمنوں اور سرکاری افسروں کے درمیان پل تعمیر کرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ جی آئی ایس کے ذریعے ترقیاتی علامتوں کا ہمہ جہتی تجزیہ کرنے میں مدد ملے گی اور ساتھ ہی عمومی نوعیت کے علاقوں میں کی جانے والی کوششوں اور وسائل کی نشاندہی کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

غریب طبقات کی گنجلک ضروریات سے نبردآزما ہونے کے لیے پالیسیاں مرتب کرنے میں مقامی حکومت کے افسران کو سیاسی اشرافیہ کی مزاحمت کا سامنا کرنا ہوگا۔ انہیں سرکاری رقوم کے حصول اور ان کو دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے اجتماعی شراکت کے حصول کے لیے نئے طریقوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔

عوامی احتساب کو یقینی بنانے کے لیے مقامی حکومت کو شہری اجتماعی بورڈ کے کاموں کی نگرانی اور باقاعدگی کے لیے مضبوط اداراتی انتظامات کرنا ہوں گی۔ طبقاتی بنیاد پر ترقیات کے حصول کے لیے نگرانی کا عمل ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

درحقیقت مردم شماری کے اعدادوشمار منصوبہ بندی کی اکائی نہیں ہیں اس کے بجائے گردونواح اور طبقاتی سطح پر منصوبہ بندی کا آغاز ہونا چاہیے۔ شراکتی عدم مرکزیت کے توسط سے طبقاتی گروپ کو اپنے ترقیاتی منصوبے شروع کرنے اور ضروری رقوم کے حصول کا اختیار دینا چاہیے۔

مقامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی کوششیں کرنے کی اہلیت رکھتی ہو اور ان پر عملدرآمد بھی کرسکتی ہو۔ اس ضمن میں تعمیراتی ماحول کے لیے مقامی حکومت اور طبقات کے درمیان رضاکارانہ حصہ داری کا قیام ناگزیر ہے۔ شہری علاقوں کے بہت زیادہ سیاسی طور پر متاثر ہونے کی وجہ سے مقامی جغرافیائی اہداف کے محرکوں کو پرکھنا چاہیے۔ سیاسی

Table 3. Methodology for Identification of Development Zones

A development zone was defined as a contiguous group of blocks that reports low development indicators.

QUESTION	METHOD	MEASURES	OUTCOME
Which Unions are the worst off?	Ranking of Unions	Calculate aggregate totals for the union in all variables of interest.	Compares Unions to one another to identify **"Union sinks"**
Where are the lowest levels of development in the Town?	Basic Statistics	Calculate: Mean, Median, Minimum Maximum, Standard Deviation and construct: Histogram General Distribution Map	Characterizes the general distribution and identifies **"development sinks,"** highest or lowest values for every variable, as appropriate.
Where are clusters of low development across the Town?	Spatial auto-correlation	Spatial autocorrelation will be measured using the Local Moran's I Statistic. The confidence statistic (or "z statistic") for Local Moran's I is calculated by comparing the local Moran's I statistic to the expected value.	Identifies spatial patterns in the levels of development, particularly along geographical features. Uses a confidence statistic to determine statistically **significant clusters.**

ماحول پر حد سے زیادہ انحصار کرتے ہوئے ایسے اہداف پر مشتمل پالیسیوں کا حصول کس طرح ممکن ہے جو شہر کی تاریخی ترقیات کی کایا پلٹ کر رکھ دیں۔ بلاشبہ جغرافیائی اہداف کی سیاست بھی حکومت کے عدم مرکزیت کے نظام سے متاثر ہوتی ہے۔

بین الاقوامی ترقیات کے تناظر میں مقامی حکومت کی شراکتی ترقیات میں حصہ داری ایک نیا نظریہ ہے۔ کراچی اس معاملے میں خوش نصیب ہے کہ اس کے پاس چند مستحکم ملکی شہری سماجی انجمنیں ہیں جو مقامی حکومت کی نگرانی کرنے کے لیے شہری اجتماعی بورڈ (Citizen community board) کے قیام کی حمایت کرسکتی ہیں۔ مقامی ماحولیاتی حالات اور نوکر شاہی کی روایات کے باوجود یہ انجمنیں درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

حتمی تجزیہ

شہری عفریت جمشید ٹاؤن میں معیار زندگی کو تباہ کر رہا ہے۔ ترجیحی ضروریات اور مخالفانہ مفادات کے درمیان توازن پیدا کرنے کے لیے شہری منصوبہ بندی ایک ناگزیر عمل ہے اس حکمت عملی کے تحت ایک عبوری بنیاد کھڑی کرنے میں معاون ہوگی جس کے تحت یہ تخمینہ لگایا جاسکتا ہے کہ خدمات کی فراہمی کی صورتحال کیا ہے اور یہ کہ کن علاقوں میں بہتری کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ترقیاتی پیش منظر سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طبقاتی بنیاد پر ترقیات بھی یہاں کے حالات اور معیار زندگی میں بہتری لانے کے لیے ناکافی ثابت ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ شراکتی عدم مرکزیت کو نچلی منصوبہ بندی تک مزید واضح رہنما خطوط کی روشنی میں مستحکم کیا جائے۔

جمشید ٹاؤن میں عدم مرکزیت کے نفاذ کے سلسلے میں اعداد و شمار کے طریقہ کار کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے جس میں آبادی اور ترقیاتی سطح کے ساتھ سیاسی درجہ بندی بھی شامل ہے۔ اس کے نتیجے میں یونین کونسلوں کے درمیان عدم مساوات نے جنم لیا ہے۔ اعلیٰ سطح کے رہائشی ترقیات، تجارتی ترقیات، عوامی سہولیات اور غیر ضروری ترقیات کے فوائد اور نقصانات میں حصہ داری مساویانہ نہیں ہے۔ خصوصی طور پر یونین کونسل نمبر 8,4,3,2,1 اور 9 دیگر سات یونین کونسلوں کے مقابلے میں زیادہ ترقیاتی کاموں سے مستفید ہو رہی ہیں۔

ریاست نجی اور نفع کے حصول سے پاک انجمنوں کو ایسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اور روبہ عمل لانے کے لیے اختیارات تفویض کر رہی ہے۔ تاہم کسی منصوبہ بندی کے بغیر تصفیہ کی وجہ سے جہاں جغرافیائی خصوصیات کی حد بندی کی نوعیت کے پیش نظر خدمات میں کمی کے ضمن میں مصالحت کرانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شہری اجتماعی بورڈ ایک دوسرے کے ساتھ اور دونوں یونین اور ٹاؤن کونسلوں کے ساتھ زیادہ قابل فہم آبادکاری کے لیے درکار رقم کو محفوظ بنانے کے لیے تعاون کریں۔

کراچی کی عدم مرکزیت کی ایک اہمیت غربت زدہ علاقوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا ہے۔ غریبوں کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ اپنے حالات زندگی کو بہتر بناتے ہیں یا مزید ابتری کی طرف لے جاتے ہیں۔ عدم مرکزیت اس عہد کی پابند ہے کہ عوام کی اپنی ضروریات پر توجہ دینے کو بڑھایا جائے اور غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ سرمایہ کاری کو ممکن بنایا جائے۔

مقامی سطح تک اختیارات کی تفویض کا ہر ایکٹ اس بات کو ممکن بناتا ہے کہ مقامی اشرافیہ ترقیاتی مباحثے پر اپنا اثر برقرار رکھ سکیں اور جہاں امیروں اور غریبوں کے درمیان اختیارات میں ایک توازن قائم ہو۔ عدم مرکزیت کے نظام کے ثمرات غریب عوام تک کیسے پہنچیں گے اس کا انحصار مقامی حالات پر منحصر ہے۔

یونین کونسلیں اپنی کم ہوتی ہوئی انفرادی

ترقیات کی تدابیر کو واضح کرتی ہیں تو ٹاؤن کو بڑے پیمانے پر طویل المیاد منصوبے پر لازمی طور پر توجہ دینی ہوگی۔ ٹاؤن کی اولین ترقیاتی ترجیح رہائشی علاقوں کی خدمت کرنا ہے۔ اس کے حصول کے لیے سب سے پہلے ان کے طبعی ماحول کو درپیش خطرات کو کم کرنا ہوگا۔ ٹاؤن کی دوسری ترجیح روبہ زوال اندرون شہر کے پڑوسی علاقوں کو تقویت پہنچانا ہے جو کہ ٹاؤن کا ایک مشتمل ہے۔ اس مقصد کو خدمات کی فراہمی کو بہتر بنا کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔

غیر مجموعی سطح پر تجزیاتی ڈیٹا مقامی منصوبہ بندی کے فیصلوں کے لیے مفید نقطہ ہائے نظر فراہم کرسکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنا مشکل ہے کیونکہ اس کے لیے معقول وسائل، سرمایہ اور وقت کی ضرورت ہے۔ مزید برآں محکمہ یا ہر کونسل اپنے جی آئی ایس کی تعمیر کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے باہمی روابط کو ترقی دینے کے لیے کوششیں کرنا ہوں گی۔

یہ مستقبل کی مقامی شبیہہ کی جانب صرف پہلا قدم ہے۔ 2010ء میں ہونے والی مردم شماری نئے اہداف فراہم کرے گی جس کے تحت میٹروپولیٹن، ٹاؤن اور یونین کونسلوں کو اپنی کوششوں کو بہتر بنانا ہوگا۔ مستقبل کا یہ واضح کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے کہ کیسے ایک اچھی عدم مرکزیت کی حامل حکومت غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرمایہ کاری میں بہتری لاسکتی ہے۔ بڑے پیمانے پر تیار کیے گئے ڈیٹا کے ذریعے انفرادی اور طبقے کی بہتری کے طریقے کو مزید بہتر طور پر ترقی دی جاسکتی ہے۔

مقامی ڈیٹا اور غربت کے نقشہ جات ایسے سوالات کے جوابات فراہم کرسکتے ہیں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو ایک حصے کی بہتری کو بڑھاوا دیتے ہیں اور دوسرے حصے کی نہیں؟ کچھ طبقات دیگر طبقوں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب کیوں ہیں؟ یہ خصوصی طور پر دلچسپی کا حامل ہوگا کہ فوجی چھاؤنیوں سے متصل علاقوں کا معیار ان کے مقابلے میں کم تر کیوں ہے۔

کراچی کی نئی سیاسی حدبندیوں نے ایک غیر یقینی حقیقت کو جنم دیا ہے۔ نئے طبقاتی علامتیں مصنوعی حدبندیوں کے ذریعے عمل میں آچکی ہیں۔ ان حدبندیوں نے نئے خطوط کی شکل اختیار کرلی ہے جس کے تحت طبقات مختصر اور طویل المیعاد بنیادوں پر منصوبے بنانے، ان پر عمل کرنے اور تعاون کرنے پر مجبور کردیئے گئے ہیں۔ اگر ٹاؤن کونسل اپنے علاقے کی ضروریات کے بارے میں حساس ہے تو ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہوگا جب غیر منصوبہ بند آبادیوں کے حصے کو باقاعدہ عملی ڈھانچے میں تبدیل کردیا جائے۔

(ثمرین مرزا ٹفٹس یونیورسٹی امریکہ کی گریجویٹ ہیں اور انہوں نے شہری اور ماحولیاتی پالیسی ومنصوبہ بندی اور قانون و سفارتکاری میں ماسٹر پروگرام کی تکمیل کی ہے) ❀❀❀

اختر نواز کی یاد میں

اختر نواز نمبر 4462 ولد شیر زمان 1990ء میں پولیس میں بحیثیت کانسٹیبل بھرتی ہوا۔ ابتدائی تربیت حسن اسکوائر پولیس ہیڈ کوارٹر سے حاصل کرنے کے بعد مختلف تھانوں کے ساتھ وابستگی کے دوران عوام کی جان و مال و عزت کی حفاظت کرتا رہا۔ اختر نواز کی 2001ء میں تھانہ شاہ فیصل کالونی میں پوسٹنگ ہوئی وہ اقبال حسین رضوی ریٹائرڈ جج کے بنگلے پر بحیثیت گارڈ متعین تھا وہ مورخہ 31-10-2004 کو ڈیوٹی پر موجود تھا کہ اچانک دہشت گردوں نے جج صاحب کے گھر پر حملہ کردیا دہشت گردوں کے ساتھ جرات و بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شدید زخمی ہوگیا بعد ازاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ شہید کی نماز جنازہ میں انسپکٹر جنرل سندھ سید کمال شاہ و دیگر اعلیٰ افسران نے شرکت کی اور تمام اعلیٰ افسران نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جاتا اس جوان نے جج صاحب کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان کی قربانی دی ہے۔ شہید کی جسد خاکی اس کے آبائی گاؤں میرپور ضلع ہری پور روانہ کی گئی۔ شہید کے ورثاء میں ایک بیوی اور ایک بچی اور بوڑھے والدین جبکہ دو چھوٹے بھائی ہیں۔

بقیہ: وزیر اعظم سے ایک سوال

کاروکاری کے خلاف قانون سازی کی بات چھڑتی ہے تو وڈیرہ پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر بھلا وہ اپنی دشمنیوں کا بدلہ کیسے لے گا۔ اب تو وہ اوطاق میں بیٹھ کر اپنے کسی ہاری یا کمی کو کہتا ہے کہ جاؤ گھر جاؤ اور میرے فلاں دشمن کے ساتھ اپنی بیوی کو کاری کرکے ماردو۔ فکر نہ کرو میں تمہیں چھڑالوں گا۔ کارروائی مکمل ہو جاتی ہے اور چند ماہ بعد قاتل گھر لوٹ آتا ہے۔ اس طرح امتیازی قوانین کے خلاف بیانات دینے والوں کو اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ ان قوانین کی آڑ میں عورتوں پر کیسے کیسے ظلم ڈھائے گئے۔ انہیں تو صرف یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ اگر یہ قوانین نہ رہے تو ان کی دکانوں میں بکنے والا مال کم ہوجائے گا۔

عورت فاؤنڈیشن، ویمنز ایکشن فورم اور تحریک نسواں نے ایک بار پھر حدود آرڈی نینس کے خلاف ہنگامہ برپا کردیا۔ سننے والے وہی سن رہے تھے جو انہوں نے پچھلے برسوں میں ہزار بار سنا تھا۔ کہنے والے وہی کہہ رہے تھے جو وہ ہمیشہ سے مطالبہ کرتے آئے ہیں جس طرح حاضرین پہلے کی طرح صابر دکھائی دے رہے تھے۔ مقررین ویسے ہی معتبر لگ رہے تھے جیسے کہ وہ ہمیشہ سے تھے۔

تحریک نسواں نے اندھی لڑکی زعفران بی بی اور دیگر حقیقی واقعات کو ڈرامے کی شکل میں پیش کیا تو احساس ہوا کہ محرومیاں اور ناانصافیاں جب شدت اختیار کرلیتی ہیں تو وہ مزاحمتی ادب کو جنم دیتی ہیں جس طرح روسی ادیبوں کی لکھی ہوئی کہانیاں یا آئرلینڈ کے لیون یورس کی کہانیاں، دنیا بھر کے مظلوم طبقوں کی کہانیاں۔

اب تک ہمیں وہی فوجی آمر طاقتور معلوم ہوتا ہے جس نے امتیازی قوانین بنائے تھے۔ جناب وزیراعظم شوکت عزیز سے کچھ گزارشات ہیں۔

جناب عالی! آپ ایک لق و دق کا بینہ لے کر آئے ہیں۔ آپ کو تو بہت طاقتور ہونا چاہیے۔ جو کچھ ان سطور میں لکھا ہے آپ ان تکلیف دہ حقائق سے آشنا ہوں گے۔ آپ کے ساتھ صدر پاکستان کی حمایت بھی ہے۔ آپ کے ''گیٹ اپ'' سے لگتا ہے کہ آپ کو ان کا احساس بھی ہوگا۔ تو کیا آپ ان امتیازی قوانین کو ختم کرنے کے لیے اپنی قوت اور رتبہ بروئے کار لائیں گے؟ یا پھر....!!

(آئی پی سی فیچر سروس)

❀❀❀

Shehri Activities

Citizen - Police Interaction

Shehri participates in walk - Tasman Spirit Disaster

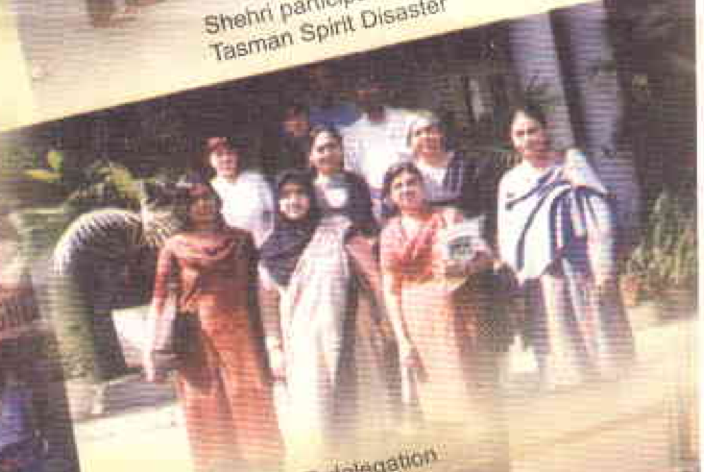

Visit of AKU - IED delegation

Formation of Citizen Community Board